شرحِ رباعیات

خواجہ شمس الدّین عظیمی

شرح رباعیات

"قلندر بابا اولیاءؒ"

Quatrains

(Four line Stanza)

By Qalandar Baba Aulia

Urdu Language

www.ksars.org

مرشد کریم

خواجہ شمس الدین عظیمی

کے نام

جن کی تعلیمات نے مجھے یہ بتایا

جب انسان یہ جان لیتا ہے کہ

اللہ تعالیٰ کیا چاہتے ہیں

تو پر سکون زندگی اس کا احاطہ کر لیتی ہے۔

رباعیات "قلندر بابا اولیاءؒ"

www.ksars.org

دیباچہ (اصل متن "تذکرہ قلندر باباؒ اولیاء" سے حاصل کردہ)

ختمی مرتبت، سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے نور نظر، حامل لدنی، پیشوائے سلسۂ عظیمیہ ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاءؒ کی ذات بابرکات نوع انسانی کے لیے علم و عرفان کا ایک ایسا خزانہ ہے جب ہم تفکر کرتے ہیں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالی نے جہاں آپ کو تخلیقی فارمولوں اور اسرار و رموز کے علم سے منور کیا ہے وہاں علوم وادب اور شعر و سخن سے بہرور کیا ہے۔اسی طرح حضوور باباجیؒ کے رخ جمال (ظاہر و باطن) کے دونوں پہلو روشن اور منور ہیں۔

لوح و قلم اور رباعیات جیسی فصیح و بلیغ تحریریں اس بات کا زندہ و جاوید ثبوت ہیں کہ حضور قلندر بابا اولیاءؒ کی ذات گرامی سے شراب عرفانی ایک ایسا چشمہ پھوٹ نکلا ہے جس سے رہروان سلوک تشنۂ توحیدی میں مست و بے خود ہونے کے لیے ہمیشہ سرشار ہوتے رہیں گے۔

حضور باباصاحب نے اپنی رباعیات میں بیشتر موضوعات پر روشنی ڈالی ہے، کہیں بنی نوع انسانی کی فطرت اور حقیقی طرز کو اجاگر کیا گیا ہے کہیں مٹی کے ذرے کی حقیقت اور فناو بقاپر روشنی ڈالی ہے۔ کہیں پروردگار کی شان و عظمت کا ذکر ہے، کہیں عالم ملکوت و جبروت کا تذکرہ ہے، کہیں کہکشانی نظام اور سیاروں ک ذکر ہے، کہیں فطرت آدام کی مستی و قلندری اور گمراہی پر روشنی ڈالی ہے، کہیں اس فانی دنیا کی زندگی کو عبرت کا مرقع ٹھہرایا گیا ہے، کہیں فرمان الٰہی اور فرمان رسول ﷺ پیش کرکے تصوف کے پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے، کہیں عارف کے بارے میں فرمایا ہے کہ عارف وہ ہے جو شراب معرفت کی لذتوں سے بہرہ ور ہو اور اللہ تعالی کی مشیت پر راضی ہو۔

غرضیکہ رباعیات عظیم علم و عرفان کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔

ذیل میں میکدہ عظیمیہ سے شراب عرفانی کے چند قطرے تشنگان شراب معرفت کے لیے پیش خدمت ہیں، اس طرح وہ ہر ایک رباعی کو ساغر سمجھ کر پے در پے نوش فرماتے ہوئے تشنہ توحیدی میں مست و بے خود ہو کر سرور عرفانی سے لطف اندوز ہو سکیں گے۔(انتخاب: تذکرہ قلندر بابا اولیاءؒ صفحہ ۱۲۸۔۱۲۹ تصنیف: خواجہ شمس الدین عظیمی۔)

یہ بات علی الاعلان کہی جاسکتی ہے کہ آٹھویں صدی ہجری کے بعد چودھویں صدی ہجری میں پھر ایک نئے دور میں داخل ہوا ہے اور اس نئے دور میں تصوف کی راہ پر چلنے والوں کی قیادت حضور قلندر بابا اولیاءؒ کر رہے ہیں۔

www.ksars.org

چودہ سو سال بتدریج نشو و نما کے بعد آج تصوف اس دور میں داخل ہو چکا ہے، جس دور میں قرآن کے سربستہ رازوں کو کھول کر بیان کرنا آسان ہو گیا ہے، کائناتی فارمولوں سے پردے اٹھائے جا رہے ہیں اور کائنات کی تخلیق میں کام کرنے انتظامی امور کو سمجھنے کی صلاحیت ابن آدم کے اندر پیدا ہو گئی ہے، گویا ابن آدم کے اندر نیابت اور خلافت کا ذہن متحرک ہو گیا، جب آدم دنیاوی خلافت کے ذہن سے کام کرتا ہے تو ایجادات ظہور میں آتی ہیں اور جب ابن آدم اللہ کی نیابت کے ذہین سے کام کرتا ہے تو اس کا کائناتی فارمولوں اور غیب میں کام کرنے والے عوامل کے اندر کام کرتا ہے، انسانی ایجادات کے علوم سائنسی ہیں اور غیب میں ریسرچ سے قوانین فطرت اور ماورائی علوم سامنے آئے ہیں سائنسی علوم اور روحانی علوم کا منبع (SOURCE) اللہ تعالیٰ کا امر ہے اور اللہ کے امر کا نزول روح پر ہوتا ہے، انسا اگر قرآن اور آسمانی کتابوں میں غور فکر کرے تو خود اسے اپنے اندر فطرت کے تمام نظام موجود نظر آئیں گے اور وہ جان لے گا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا مظاہرہ دو رخوں میں ہو رہا ہے، ایک رخ میں مادی اور ظاہری کائنات ہے اور دوسرے رخ میں باطنی کائنات ہے، جو انسان کے قلب میں جاری ہے، ظاہر اور باطن دونوں میں دیکھنے والی آنکھ انسان کی آنکھ ہے اور اس آنکھ کی بینائی اللہ کا نور ہے، یہ نور ہی انسان کے ظاہر اور باطن دونوں میں مشاہدات کا واسطہ بنتا ہے۔ "رباعیات قلندر بابا اولیاءؒ" کے مطالعے سے انسان کے اوپر سے مادیت کا غلبہ ختم ہو جاتا ہے۔

تصوف کے قافلہ سالاروں نے ماضی میں جس طرح نثر اور شاعری سے تصوف کی آبیاری کی ہے، ان ہی نقوش پر قائم مرشد کریم حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے رباعیات لکھی ہیں قلندر بابا اولیاءؒ کی رباعیات نے نسل انسانی کے لیے ورثہ ہیں۔ جس کے ذریعے آدم زاد خلافت و نیابت کا فراموش کردہ مقام دوبارہ حاصل کر سکتا ہے۔

دنیائے طلسمات ہے یہ ساری دنیا

کیا کہیے کہ ہے کیا یہ ہماری دنیا

مٹی کا کھلونا ہے ہماری تخلیق

مٹی کا کھلونا ہے یہ ساری دنیا

خواجہ شمس الدین عظیمی

خانوادہ سلسلہ عالیہ عظیمیہ

www.ksars.org

اب دیکھنا کیا ہے کربلا کے اندر

اب دیکھنا کیا ہے کربلا کے اندر

سب دیکھ لیا جو تھا بقا کے اندر

افلاک سے ہوتی ہیں بلائیں نازل

شاید کوئی دنیا ہو فضا کے اندر

تشریح: اس رباعی میں حضور باباؒ نے خیر و شر یا جزا و سزا کی بنیاد پر دنیا کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے،اول کربلا کی دیا یعنی بظاہر فنا ہو کر نقش دوام حاصل کرنے والی بقا کی دنیا اور دوسری بظاہر باقی نظر آنے والی مگر ہر بلا اور اذیت میں گرفتا فنا کی دنیا، کربلا اس عظیم الشان امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ بقا کا راستہ ہمت و استقلال کے ساتھ حق و صداقت کی خاطر عدیم المثال قربانی و ایثار کی منزل سے گزر کر ہی ملتا ہے اور جو قوم یا فرد اس منزل سے نہ گزرے اور کم ہمتی اور انجام کے خوف کی بنا پر عیش دوروزہ کو نشاط دوام سمجھنے کی فریبی میں مبتلا ہو کر راہ فرار اختیار اسے بقا کا مقام حاصل ہو ہی نہیں سکتا۔ جو قوم کربلا کی آزمائش سے جتنی دور ہے وہ فنا اور تباہی سے اتنی قریب ہے۔ حضور قلندر بابا اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ بقا کا راز کربلا کے پس منظر اور مابعد آثار و حوادث پر غور فکر کرنے ہی سے آشکار ہو سکتا ہے، جس نے اس راز کو پالیا اس نے گیو یا بقا راستہ تلاش کر لیا۔

اب رباعی کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیں۔ ارشاد ہے کہ جو معاشرہ ایثار و قربانی کے جذبے سے عاری ہے اور جسے حیات دوام کے رنگین خواب نے جکڑ رکھا ہے، فنا سے ہر لحہ قریب تر ہوتا جا رہا ہے، ہماری مادی دنیا میں ہر آن اور ہر ممکن قدرت کو تلپٹ کر دیا جائے، یہی آسمان سے بلا ئیں نازل ہونے اور دنیا کے یک لخت مٹ کر فنا ہو جانے کی علامت بلکہ دعوت ہے، جب تک موجود ذہنی اور علمی کیفیات باقی رہیں گی یا ان کو بصد اصرار باقی رکھنے کا اہتمام کیا جاتا رہے گا۔

"اس بافراغت اور روشن دنیا" کی فضا میں بلا اور فنا کی نظر نہ آنے والی تلوار لٹکتی رہے گی۔

www.ksars.org

"کیاان لوگوں نے یہ سمجھ رکھاہے اکہ انہیں یوں ہی چھوڑ دیا جائے گااور انہیں آزمائش کی سختیوں سے نہیں گزرناپڑے گا۔"

(آیات قرآنی کامفہوم)[1]

[1] روحانی ڈائجسٹ: اکتوبر ۸۳، مارچ ۰۲

www.ksars.org

اے کاسہ گر اک سر بھی ہے تیری املاک

ہشیار کہ اک دن تجھے ہونا ہے ہلاک

یہ کاسہ سر شاہ کی مٹی کا ہے

تو آگ میں ڈالتا ہے جس کو بے باک

تشریح! دنیا کی بے بضاعتی کا حال بیان کرتے ہوئے قلندر بابا ؒ فرماتے ہیں!

تمہیں کچھ معلوم بھی ہے کہ کمہار نے مٹی سے پیالہ بنا کر آگ میں ڈالا ہے یہ کسی شہنشاہ وقت کی مٹی ہے، شہنشاہ اپنی عظمت و جبروت، شان اور دبدبہ کے باوجود مر گیا اور مرنے کے بعد قبر کی اندھیری کوٹھری میں ماورائی پروسس کے تحت بادشاہ ایک ایک عضو مٹی کے ذرات میں تبدیل ہو گیا۔ کمہار نے اس مٹی کو گوندھ کر پیالہ بنا دیا اور پھر اسے پکانے اور رنگ و روغن سے آراستہ کرنے کے لیے آگ میں ڈال دیا۔

اے انسان ایک روز تو بھی اپنی تمام رعنائیوں اور کبر و نخوت کے سفلی کردار کے ساتھ مر جائے گا تو بھی مٹی بن جائے گا اور کون جانے کہ تیرے سر کے ساتھ کیا عمل ہو، وہ شراب کا پیالہ بنتا ہے یا مسجد کی محراب۔۔۔۔۔۔[2]

---

[2] روحانی ڈائجسٹ: جنوری ۸۵

www.ksars.org

اب ذکر زمین وآسماں کیوں کر ہو

یہ عمر ہے کیا اس کا بیاں کیوں کر ہو

جس لمحہ پر آسمان زمین ٹکڑے ہوں

وہ لمحہ پیچیدہ عیاں کیوں کر ہو

تشریح! ہم جب ماضی میں کئی سال ہوئے اعمال اور زندگی کے افعال اور کردار کا تجزیہ کرتے ہیں تو وقت کی طنابیں کھینچ جاتی ہیں، احساس ٹھہر جاتا ہے، سپیس سمٹ جاتی ہے، بچپن سے جوانی اور جوانی سے بڑھاپا۔ محسوس ہوتا ہے کہ کل کی بات ہے۔ جیتے رہتے ہیں مگر جینا مرنا ہوتا ہے، اور ہر مر زندگی ہے، جینے مرنے کی بھول بھلیوں میں ہمیں یہ بھی علم نہیں ہوتا کہ عمر کا کتنا حصہ گزرا ہے، رات دن کا مشاہدہ ہے کہ عمر کا تعین کوئی یقینی امر نہیں ہے، کوئی پیدا ہوتے ہی مر جاتا ہے اور موت روٹھ جاتی ہے، تو تمنا کرنے سے بھی قریب نہیں آتی، ہر انسان زمین، آسمان کا تذکرہ کرتا ہے، اپنی عقل و شعور کے مطابق زمین اور آسمان کے بارے میں تاثرات بیان کرتا ہے، زمین کو اپنے لیے آرام و آسائش اور راحت کا گہوارہ سمجھتا ہے، لیکن یہی راحت کا گہوارہ اس کو اپنے اندر سمیٹ کر اس طرح ینست و نابود کر دیتا ہے کہ نشان بھی باقی نہیں رہتا۔ جس طرح آج کا انسان ہر لمحہ ٹوٹ رہا ہے، بکھر رہا ہے، اسی طرح ایک دن زمین و آسمان بھی ٹوٹ کر بکھر جائیں گے، اور یہ ایسا پیچیدہ لمحہ ہے کہ جو کسی طرح عیاں نہیں ہوتا، نا قابل تذکرہ چھوٹی سی عمر میں یہ پیچیدہ لمحہ (قیامت) عیاں نہیں ہوتا لیکن اگر انسان اس عمر کو تلاش کر لے جو عمر وقفوں اور لمحوں کی پابند نہیں ہے تو پیچیدہ لمحات اس کے اوپر ظاہر ہو جاتے ہیں۔[3]

---

3 روحانی ڈائجسٹ، اگست ۲۰۲

www.ksars.org

اچھی ہے بری ہے دہر فریاد نہ کر

جو کچھ کہ گزر گیا ہے اسے یاد نہ کر

دو چار نفس عمر ملی ہے تجھ کو

دو چار نفس عمر کو برباد نہ کر

تشریح! دنیاوی زندگی ایک مختصر عرصہ قیام ہے، جس کے دوران انسان دو طرفہ جدوجہد کرنی ہے، ایک طرف تو اسے دنیاوی معاش کے لیے ہاتھ پیر ہلانے ہیں، دوسری طرف عمل ہی کے ذریعے اللہ تعالی سے اپنے ربط کی تجدید کرنی ہے، عملاًاس بات کا یقین حاصل کرنا ہے کہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے، اس کے علاوہ ہر حال میں شکر گزار بندہ بننے کی عادت ڈالنی ہے، جب کہ دنیاوی عوامل ہر طرح سے اس کا ذہن اس طرف سے ہٹانے میں لگے ہوئے ہیں، اس صورت حال میں اگر وہ چوک گیااور ماضی کی حسرتوں کے نوحے میں مصروف ہو گیااور تمناؤں کی بھول بھلیوں میں کھو کر رہ گیا تو مارا جائے گا اور اس کی چار نفس کی زندگی رائگاں چلی جائے گی۔[4]

[4] روحانی ڈائجسٹ: نومبر ۸۳

www.ksars.org

اچھی ہے بری ہے دہر فریاد نہ کر

جو کچھ کہ گزر گیا ہے اسے یاد نہ کر

دو چار نفس عمر ملی ہے تجھ کو

دو چار نفس عمر کو برباد نہ کر

مزید تشریح! دنیا کی ہر چیز ایک ڈگر پر چل رہی ہے، نہ یہاں کوئی چیز اچھی ہے نہ بری ہے۔ایک بات جو کسی کے لیے باعث خوشی ہے، وہی دوسرے کے لیے پریشانی اور اضمحلال کا سبب بن جاتی ہے، یہ دنیا معانی اور مفہوم کی دنیا ہے، جو جیسے معانی پہنا دیتا ہے اس کے اوپر ویسے اثرات مرتب ہو جاتے ہیں، پھر کیوں دنیا کے جھمیلوں میں پڑ کر وقت کو برباد کیا جائے، یہ جو دو چار سانس کی زندگی ہے اسے ضائع نہ کر۔ ہر بات کو اللہ تعالی کی طرف سے سمجھ۔ پروردگار عالم فرماتا ہے۔۔۔۔۔اور وہ لوگ جو راسخ فی العلم ہیں کہتے ہیں کہ ہر چیز ہمارے رب کی طرف سے ہے۔[5]

5(روحانی ڈائجسٹ: اپریل ۸۳، نومبر ۲۰۰۳)(تذکرہ قلندر بابا ولیاء: صفحہ: ۱۴۰۔۱۴۱)

www.ksars.org

اس بات پہ سب غور کریں گے شاید

آہیں بھی وہ دو چار بھریں گے شاید

ہے ایک ہی بات اس میں پانی ہو کہ مئے

ہم ٹوٹ کے ساغر ہی بنیں گے شاید

تشریح! پانی اور مئے کوئی الگ الگ چیز نہیں ہے، پانی ہو شراب دونوں ایک ہی فامولے کے تحت وجود میں آتے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ پانی میں تخلیقی فارمولے براہ راست کام کر رہے ہیں اور شراب براہ راست تخلیقی فارمولوں میں کچھ ردوبدل کے ساتھ بنتی ہے۔ شراب کے نام پر لوگ جھگڑتے ہیں۔ آخر وہ کیوں ان رموز و نکات پر غور نہیں کرتے۔ شراب بھی مٹی ہے، ساغر بھی مٹی ہے، ہم خود مٹی ہیں، ہم ٹوٹ کر بکھر جائیں گے تو ہماری مٹی سے پھر ساغر بن جائے گا، کیوں کہ تخلیق کا عمل جاری وساری ہے۔[6]

6(روحانی ڈائجسٹ: جنوری ۸۸)(تذکرہ قلندر باباولیاءؒ: صفحہ ۱۳۹)

www.ksars.org

اس کنج خراب میں ہوا پیدا میں

اس کنج خراب میں ہوا شیدا میں

اس کنج خراب نے کیا مجھ کو خراب

اس کنج خراب میں ہوا رسوا میں

تشریح! پیدا ہوا تو دنیا میرے اوپر فریفتہ و شیفتہ ہوئی۔۔۔میری معصومیت اور فرشتوں جیسا چہرہ ہر شخص کے لیے باعث کشش بنا۔۔۔میری کلکاریوں نے میرے قریب رہنے والوں کے کانوں میں رس گھول دیا۔۔۔اور جیسے جیسے میرے شفاف اور نورانی ذہن پر لوگوں کے خیالات، تصورات اور وسوسوں کی چھاپ گہری ہوتی رہی۔۔۔میں جو سب کی خوشیوں کا مرکز تھا، خود خوشی سے دور ہوتا رہا اور پھر ایک وقت ایسا آیا کہ میرا شعور خود میرا حریف بن گیا۔۔۔ہر وہ بات جو لاشعور کے لیے سکون اور شادمانی تھی شعور نے اسے رد کرنا شروع کر دیا۔ نتیجہ میں میرے معصوم چہرے پر پھٹکار برسنے لگی، میرا ملکوتی حسن گہنا گیا، مسرت اور سکون کی جگہ پریشانی اور اضطراب نے لے لی، ہر خوشی، اضطراب کا ایک پیش خیمہ بن گئی، اور ہر سکون سامان غم بن گیا۔۔۔ہائے! اس دنیا میں مجھے اپنے میں الجھا کر خستہ و خراب کر دیا، اس گم شدگی نے ایسی ذلت اور رسوائی سے ہمکنار کر دیا جہاں محرومی کے سوا کچھ نہیں ہے، یہ کیسا المیہ ہے، بچہ خوش خوش آتا ہے، وہ اضطراب اور بے چینی کی چکی میں پس پس کر فنا ہو جاتا ہے، اور سسک سسک کر فنا ہو جانے کا نام دنیا ترقی اور کامیابی رکھتی ہے۔[7]

[7] روحانی ڈائجسٹ: اگست ۰۳

www.ksars.org

اک آن کی دنیا ہے فریبی دنیا

اک آن میں ہے قید یہ ساری دنیا

اک آن ہی عاریت ملی ہے تجھ کو

یہ بھی جو گزر گئی تو گزری دنیا

تشریح! اس آدم کو دھوکہ دینے والی اور دھوکہ میں رکھنے والی دنیا محض ایک لمحہ ہے، یہ ساری دنیا ایک لمحہ زندگی میں قید ہے، اور اس ایک لمحاتی دنیا کے اصول کے مطابق اس آدم، اس بشر، اس آدمی، اس بندہ کو محض ایک گھڑی مستعار ملی ہے۔ اگر یہ زندگی بے کار محض باتوں میں گزر گئی تو ساری دنیا ہی گزر گئی۔ ہم نہ پیدا ہوئے، نہ جئے، نہ اٹھے، نہ بیٹھے، نہ کچھ کیا، نہ کچھ سمجھا گویا ایسے آئے کہ آئے ہی نہیں تھے۔ اس لیے اے بندے! جب تو اس دنیا میں آیا ہے تو کچھ کر گزر تا کہ قدرت نے تجھے جس مقصد کے پیدا کیا ہے تو اس کو پورا کر دے ورنہ پچھتانا ہی پچھتانا مقدر بن جائے گا۔[8]

[8] روحانی ڈائجسٹ: جنوری ۸۰، تذکرہ قلندر بابا اولیاءؒ: صفحہ ۱۳۴

www.ksars.org

اک جرعہ مئے ناب ہے کیا پائے گا

اتنی سی کمی سے کیا فرق آئے گا

ساقی مجھے اب مفت پلا کیا معلوم

یہ سانس جو آگیا ہے پھر آئے گا

تشریح! پابند زندگی کی حقیقت شراب کے ایک گھونٹ کی ہے، مل گیا تو اور نہ بھی ملا تو کیا فرق پڑتا ہے، مجھے معرفت کی وہ شراب چاہیے، جس کا ایک گھونٹ ٹائم سپیس کی قید و بند سے آزاد کر دیتا ہے۔[9]

[9] روحانی ڈائجسٹ: جنوری ۸۰، تذکرہ قلندر بابا اولیاءؒ: صفحہ ۱۳۵

www.ksars.org

اک جرعہ مئے ناب ہے ہر دم میرا

اک جرعہ مئے ناب ہے عالم میرا

مستی و قلندری و گمراہی کیا

اک جرعہ مئے ناب ہے محرم میرا

تشریح! بندہ کہتا ہے کہ میرا ہر سانس خالص شراب کے ایک گھونٹ کے مانند ہے اور زیادہ گہرائی میں سوچوں تو میری ساری دنیا ہی خالص شراب کا ایک گھونٹ نظر آنے لگتی ہے جب میری حد اور حدود ایسی ہوں تو میری مستی و قلندری یا گمراہی کا وجود ناوجود بن جاتا ہے، شراب کا یہی ایک گھونٹ میری زندگی یہ پنہاں اسرار کو میرے اوپر منکشف کرتا ہے، چاہے اسے مستی و قلندری میں گزار لوں اور چاہے تو اسے گمراہی میں ضائع کر دوں۔[10]

[10] روحانی ڈائجسٹ: جنوری ۸۰، تذکرہ قلندر بابا اولیاءؒ: صفحہ ۱۳۳

www.ksars.org

اک عمر گزر گئی فراق دل میں

تنہائی کی دیوار تھی ہر منزل میں

ساقی نے کرم کیا جگہ دی مجھ کو

جام وقدح وصراحی کی محفل میں

تشریح! ذہنی طور پر انسا کا خود کو تنہا اور اکیلا محسوس کرنا کس قدر اذیت ناک ہوتا ہے، اس کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنھوں نے یہ تنہائی برداشت کی ہو۔ جو لوگ زیادہ حساس ہوتے ہیں ان کے احساس کی مقدار بدرجہ زیادہ ہوتی ہے۔ ایسے میں دا گر انسان کو غم بانٹنے والی شخصیت میسر نہ آئے تو انسان کے لیے بہت بڑا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ انسان کی نفسیات یہ ہے کہ وہ ایسی ہستی کے زیر سایہ رہنا چاہتا ہے جو اس کے ذہن کو اچھی طرح سمجھ سکے۔ قلندر بابا کچھ اس طرح کے تاثرات اس رباعی میں بیان کر رہے ہیں کہ انہوں نے عمر کی ہر منزل میں قلبی طور پر تنہائی محسوس کی، قریب تھا کہ تنہائی کا یہ احساس جان لیوا ثابت ہو جاتا کہ ساقی کائنات (اللہ تعالی) نے انہیں میخانۂ معرفت میں عارفین کی ہم نشینی مہیا کی۔ اس طرح سے "کند ہم جنس باہم جنس پرواز" کے مصداق باباصاحبؒ کو اہل دل حضرات کی صحبت میسر آگئی۔[11]

[11] روحانی ڈائجسٹ: فروری ۰۴

www.ksars.org

اک لفظ تھا اک لفظ سے افسانہ ہوا

اک شہر تھا اک شہر سے ویرانہ ہوا

گردوں نے ہزار عکس ڈالے ہیں عظیم

میں خاک ہوا خاک سے پیمانہ ہوا

تشریح! اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ایک لفظ میں ساری کائنات کو سمو دیا ہے،اس لفظ میں اربوں کھربوں بلکہ ان گنت عالم بند ہیں۔ یہ لفظ جب عکس ریز ہوتا ہے تو کہیں عالم ملکوت و جبروت آباد ہو جاتے ہیں اور کہیں کہکشانی نظام اور سیارے مظہر بن جاتے ہیں۔ کتنا برجستہ راز ہے یہ کہ لفظ ہر آن اور ہر لمحہ نئی صورت میں جلوہ فگن ہو رہا ہے۔اس ایک لفظ کی ضیا پاشیوں کو کبھی ہم بقا کہتے ہیں اور کبھی فنا کا نام دے دیتے ہیں۔اے عظیم !اس کی عظمت کی کوئی انتہا نہیں کہ اس نے "کن" کہہ کر ایک ذرہ بے مقدار پر اتنے عکس ڈال دئے ہیں کہ میں پیمانہ بن گیا ہوں، ایسا پیمانہ جس کے ذریعے دوسرے ذرات (مخلوق) وہ نشہ اور شیفتگی حاصل کر سکتے ہیں جس سے پیمانہ خود سرشار اور وحدت کی شراب میں مست و بے خود ہے۔[12]

---

[12] روحانی ڈائجسٹ: جنوری ۸۰، جنوری ۸۳،فروری ۸۴،، مئی ۸۵، ستمبر ۲۰۰۱،تذکرہ قلندر باباؒ اولیاء: صفحہ ۱۳۰۔۱۳۱

www.ksars.org

الْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ﴿١﴾ حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿٢﴾

پارہ۳۰:سورہ:۱۰۲التکاثر،آیت۱،۲

ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ﴿٨﴾

پارہ۳۰:سورہ:۱۰۲التکاثر،آیت8

www.ksars.org

انسان کا غرور و اقتدار وزر ہے

گر یہ بھی نہیں تو مذہب و ممبر ہے

دیکھا جو اسے بعد فنا ہونے کے

معلوم ہوا یہ خاک مٹھی بھر ہے

تشریح! کتنی عجیب بات ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے ساری زندگی اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے سامان دنیا اپنے گرد اکٹھا کیا، ان کے مرنے کے بعد لوگوں نے ان کے نام بھی فراموش کر دیئے۔ جہاں تک دولت کے انبار جمع کرنے سے عزت و توقیر کے حصول کا تعلق ہے، یہ ایک خود فریبی ہے۔ ایسی خود فریبی جس سے ایک فرد واحد بھی انکار نہیں کر سکتا۔ فراعین مصر کے محلات، قارون کے خزانے ہمیں بتا رہے ہیں کہ دولت نے کبھی کسی کے ساتھ وفا نہیں کی۔ آج ترقی یافتہ اقوام اس لیے عذاب میں مبتلا ہیں کہ ترقی کے پیچھے ان کے محدود مفادات ہیں۔ ہر ترقی مال و زر جمع کرنے کا ذریعہ ہے۔ یہ وہ قوم ہے جس نے ذاتی منفعت کے لیے خوبصورت دنیا کو بد ہیئت بنا دیا ہے۔ جگ مگ کرتے ستاروں کی سہانی راتوں کو دھندلا دیا۔ پر خمار اور سحر انگیز نسیم صبح میں ایٹمی ایندھن کا زہر گھول دیا ہے۔ یہ وہ عروج یافتہ قوم ہے جس نے پھولوں کی مسکراہٹ چھین لی۔ اب پرندوں کی روح پرور چہچہاہٹ ایک نغمۂ دل سوز بن کر رہ گئی ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی نے انسان کو عدم تحفظ کے عمیق غار میں دھکیل دیا ہے۔ عدم تحفظ کی حالت میں سسکتی ہوئی انسانیت کے لیے چاندنی کا حسن اور دھوپ کی خوب صورتی ماند پڑ گئی ہے۔ یہ کون نہیں جانتا کہ ایٹمی تجربات، ڈیزل و پڑول کے بخارات اور جیٹ طیاروں کے آتشی فضلات نے فضا کو کچھ اس طرح زہر آلود کر دیا ہے کہ انسان کے اندر جانے والا ہر سانس زہر ناک بن گیا ہے۔ اور اس زہر ناکی نے انسان کو زیر و زبر کر دیا ہے۔ اعصاب ٹوٹ گئے ہیں، ذہن بکھر گیا ہے۔ دل ہے کہ ہر لحہ ڈوب جانے کو بضد ہے۔ ترقی کے پر فریب پردوں میں سسکتی ہوئی، تڑپتی اور روتی ہوئی قوم نے عافیت اس میں سمجھی کہ عدم تحفظ کے خوف ناک عفریت سے فرار اختیار کیا جائے، لیکن اس سے فرار میں بھی انہیں لالچی اور خود غرض جینیس ذہن نے شکار کی طرح دبوچ لیا اور اس عہد کے ترقی یافتہ انسان نے عدم تحفظ کے احساس سے فرار حاصل کرنے کے لیے ہیرون، ایل ایس ڈی، راکٹ، چرس، مینڈرکس جیسی چیزیں ایجاد کر لیں اور عام آدمی ایک الجھن سے نکلنے کے لیے دوسری ہزاروں الجھنوں میں مبتلا ہو گیا۔ جب کہ مسلمان اس لیے ذلیل و خوار ہے کہ ان کا بھی کوئی عمل کاروباری تقاضوں سے باہر نہیں ہے۔ ان کے نزدیک پستی سے مراد صرف یہ ہے کہ آدمی نماز روزے سے غافل رہے اور عروج یہ ہے کہ آدم زاد ثواب کی گٹھریاں باندھتا رہے۔ باوجود یہ کہ اربوں، کھربوں، سینکڑوں

www.ksars.org

نیکیوں کے انبار ان کے پاس موجود ہیں، لیکن وہ روشنی میسر نہیں ہے جو روشنی مسرت و شادمانی بن کر لہر کی طرح خون میں دوڑتی ہے، جس بندہ کے پاس نیکیوں کا جتنا دبڑا ذخیرہ موجود ہوتا ہے، دیکھا یہ گیا ہے کہ وہی سکون سے اتنا ہی دور ہے، ایک خشکی ہے جو آکاس بیل کی طرح اس کے وجود کو چمٹ گئی ہے۔ قنوطیت ہے کہ جس نے ہشت پا کی طرح انہیں دبوچ رکھا ہے۔ کیسی عجیب بات ہے کہ بندہ اپنی پوری توانائیوں کے ساتھ، اپنی پوری صلاحیتوں کے ساتھ اور اپنی دانائی کے ساتھ فتنوں سے قریب ہونا اپنے لیے سعادت سمجھتا ہے۔ یاد رکھیے کہ ! ہر وہ چیز جو عارضی ہے حقیقت نہیں ہوتی اور جو چیز حقیقی نہیں ہے وہ حق سے قربت حاصل نہیں کر سکتی۔[13]

[13] روحانی ڈائجسٹ: ستمبر ۰۴

www.ksars.org

اہرام فراعین کا مدفن ہیں آج

سیاحوں سے تحسین کا لیتے ہیں خراج

رفتارِ زمین کی ٹھوکریں کھا کھا کر

مل جائے گا کل تک ان کا مٹی میں مزاج

تشریح! نوع انسانی کی بڑی اکثریت شداد، نمرود اور فراعین کی تاریخ سے واقف ہے۔ سوچنا یہ ہے کہ شداد کی جنت اور نمرود کی ایجادات کہاں ہیں؟ فراعین مصر کے اہرام تو ابھی تک نوحہ کناں ہیں کہ ہمارے خداؤں کی میوزیم میں جگہ جگہ ٹکٹ لگا کر تذلیل کی جارہی ہے۔ بادشاہ نہیں ہوئے بندر کا تماشہ بن گئے۔

سکندر و دارا، شداد و نمرود، فراعین اور بڑے بڑے بادشاہ جن کی ہیبت و بربریت کا یہ عالم تھا کہ لوگ ان کے نام سے لرز جاتے تھے، وہ جو بڑی بڑی ریاستوں اور مملکتوں کے تاج دار تھے، عوام سے خراج وصول کرتے تھے، خود کو آقا اور اللہ کی مخلوق کو غلام سمجھتے تھے، معلوم نہیں کہ وہ خود اور ان کے تاج کہاں ہیں۔۔۔۔؟ ان کو اور ان کی افواج کو جو آندھی طوفان بن کر دنیا کے لیے مصیبت بن گئی تھی مٹی نے نگل لیا۔ یہ بڑے بڑے محلات اور کھنڈرات جو آج اپنی بے بضاعتی پر آنسو بہا رہے ہیں بالآخر ان کا نام و نشان بھی صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گا۔[14]

[14] روحانی ڈائجسٹ: اکتوبر ۲۰۰۲

www.ksars.org

آدم کو بنایا ہے لکیروں میں بند

آدم ہے اسی قید کے اندر خورسند

واضح رہے جس دم یہ لکیریں ٹوٹیں

روکے گی نہ اک دم اسے مٹی کی کمند

تشریح! یہاں ہر چیز لہروں کے دوش پر رواں اور دواں ہے، یہ لہریں (لکیریں) جہاں زندگی کو خوش آرام بناتی ہیں، مصیبت و ابتلا میں بھی مبتلا کر دیتی ہیں، نور کے قلم سے نکلی ہوئی ہر لکیر نور ہے، اور نور جب مظہر بنتا ہے تو روشنی بن جاتا ہے، روشنی کم ہو جائے تو اندھیرا ہو جاتا ہے۔آدم نے اسی اندھیری دنیا میں قید ہونے کو سب کچھ سمجھ لیا ہے، وہ اس بات پر خوش ہے کہ اس روشنی کے سمندر میں سے چند روشن قطرے مل جائیں۔[15]

[15] روحانی ڈائجسٹ: جنوری ۸۵،تذکرہ قلندر بابا اولیاءؒ: صفحہ ۱۳۸۔۱۳۹

www.ksars.org

آدم کا کوئی نقش نہیں ہے بیکار

اس خاک کی تخلیق میں جلوے ہیں ہزار

دستہ جو ہے کوزہ کو اٹھانے کے لیے

یہ ساعد سیمیں سے بناتا ہے کمہار

تشریح! آدم کی تخلیق میں اللہ تعالی نے رنگارنگ روشنیاں بھر دی ہیں، اس خاک کی تخلیق میں اللہ تعالی کی صناعی کے ہزاروں جلوے پنہاں ہیں، بظاہر یہ تخلیق مٹی (روحانیت کی زبان میں مٹی مطلب صرف مٹی نہیں بلکہ یہ ایسا مظہر ہے جس میں تخلیقی فارمولے بر سر عمل ہیں اور ردوبدل ہو کر مختلف تخلیقات کا روپ اختیار کرتے ہیں) سے مرکب نظر آتی ہیں لیکن اس کے پس پردہ جو روشنیاں اور فارمولے کام کر رہے ہیں وہ احسن تقویم کا مظہر ہیں۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ آدم اپنے آپ سے بے خبر ہے، وہ خود کو نہیں جانتا۔ اگر وہ خود کو جان لے، دیکھ لے تو اللہ تعالی صفت ربانیت کو پہچاننا بالکل آسان ہے۔ اس لیے کہ اس کی تخلیق صفت ربانیت کا مظہر ہے۔ یہ رباعی حضور اکرم ﷺ کے فرمان "من عرف نفسہ فقد عرف ربہ" کی تشریح ہے۔[16]

[16] روحانی ڈائجسٹ: فروری ۸۲، اپریل ۸۳، اکتوبر ۲۰۰۱، تذکرہ قلندر بابا اولیاءؒ: صفحہ ۱۴۳

www.ksars.org

آدم کا کوئی نقش نہیں ہے بیکار

اس خاک کی تخلیق میں جلوے ہیں ہزار

دستہ جو ہے کوزہ کو اٹھانے کے لیے

یہ ساعد سمیں سے بناتا ہے کمہار

مزید تشریح!   آدم کی تخلیق میں اللہ تعالی کی بے شمار صفات اور روشنیاں کام کر رہی ہیں۔ ہر روشنی آدم کے لیے آئینہ ہے، اندر باہر نگاہ کے سامنے آنے والا ہر نقش خالق کی صفات و کمالات کا آئینہ دار ہے، آدم جلوؤں اور رنگوں کے ساتھ خالق کائنات کا شاہکار ہے۔ روح جس نے خاکی جسم کو اٹھا رکھا ہے اور ساری عمر اسے اپنے کندھوں پر اٹھائے پھرتی ہے۔۔۔۔۔ روح نور ہے!۔۔۔۔۔ نور جو لطافت سے خاک میں کسی طرح مطابقت نہیں رکھتا۔ مگر خالقیت کی انوکھی شان ہے کہ لطیف نور نے کثیف مٹی کو اپنے دوش پر اٹھایا ہوا ہے اور نور انرجی میں منتقل ہو کر ہمارے اندر ہر ہر عضو کو فیڈ کر رہا ہے۔

اس فیڈ نگ کی کوئی فیس نہیں ہے اور نہ کوئی بل آتا ہے۔ انسان اتنا ظالم اور بے انصاف ہے کہ مفت میسر آنے والی ہر چیز کی قیمت وصول کر رہا ہے۔

قلندر باباؒ فرماتے ہیں "اپنے اندر کا کھوج لگاؤ۔ دل شکر کے جذبات سے معمور ہو جائے گا۔ پھر کوئی بات تمہیں ناخوش نہیں کرے گی اور یہ دنیا جنت ارضی بن جائے گی۔[17]

www.ksars.org

[17] روحانی ڈائجسٹ: اکتوبر ۲۰۰۴

آدم کا کوئی نقش نہیں ہے بیکار

اس خاک کی تخلیق میں جلوے ہیں ہزار

دستہ جو ہے کوزہ کو اٹھانے کے لیے

یہ ساعد سیمیں سے بناتا ہے کمہار

مزید تشریح! مٹی کی ہر مورت ایک جلوہ ہے، اس طرح جلوؤں کی الگ الگ ہزار صورتیں ہیں اور ہر ہر تصویر میں ایک نیا جلوہ ظاہر ہو رہا ہے، محبوب کے پر گوشت خوب صورت پنڈلی کی زندگی میں داخل ہو کر مٹی بنی تو کمہار اس مٹی سے ساغر کا دستہ بنادیا تاکہ مے خوار واداس سیمیں بدن کے جلوؤں سے سرشار ہوتے رہیں۔[18]

[18] روحانی ڈائجسٹ: اکتوبر ۸۴

www.ksars.org

بے بادہ رہوں اور میں واللہ غلط

ساقی کے سوا اور کی ہو چاہ غلط

ہے میکدہ و محراب پرستش میری

میں میکدہ چھوڑ دوں یہ افواہ غلط

تشریح! میرے وجود و بقا کا انحصار نشہ و سرمستی پر ہے۔ نشہ و سرمستی ہی میری عبادت ہے، میری حیات ہے، میری مرکزیت ہے۔ یہ ساقی کا کرم ہے کہ اس نے میکدہ میں مجھے جگہ دے دی ہے۔ محروم لوگ کہتے ہیں کہ مے نوش نے میکدہ چھوڑ دیا ہے یہ محض افواہ ہے یہ افواہ انہوں نے اس لیے پھیلائی ہے کہ نشہ و سرمستی سے محروم لوگ مخمور اور بے خود بندوں کی سرمستی سے واقف ہی نہیں۔ لوگ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ خمار اور سرمستی ساقی کے دم سے قائم ہے اور ساقی کی شان ہے کہ وہ اپنے شیدائیوں کے اندر خم کے خم انڈیلتا رہتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور جب یہ حال ہو جائے کہ شراب بندہ کی زندگی بن جائے تو شراب کے بغیر وجود ہی بے کار ہے۔۔۔۔۔۔۔[19]

[19] روحانی ڈائجسٹ: جنوری ۸۵

www.ksars.org

پتھر کا زمانہ بھی ہے پتھر میں اسیر

پتھر میں ہے اس دور کی زندہ تصویر

پتھر کے زمانے میں جو انساں تھا عظیمؔ

وہ بھی تھا ہماری ہی طرح کا دل گیر

انسانی تاریخ کے تمام ادوار بشمول ماضی اور مستقبل لوح محفوظ پر نقش ہیں۔ کائنات کا ہر ذرہ اسی نقش کی تفصیلی تصویر ہے۔ ہر ذرے کے وجود کی گہرائی میں اس نقش کا سراغ ملتا ہے۔ اسی طرح پتھر کے زمانے کی ساری فلم موجود ہے۔ یہ فلم پتھر کے اندر جھانکنے سے نظر آتی ہے۔ اسی ریکارڈ یا فلم کا مشاہدہ کر کے روحانی آدمی ماضی اور مستقبل کے تمام واقعات سے مطلع ہو جاتا ہے۔

آدم کی تخلیق میں جو فارمولے کام کر رہے ہیں وہ ازل سے ایک ہی Pattern یا طرز پر قائم ہیں۔ زمانے کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ ان کی مظاہراتی طرزوں میں ضرور تغیر Variation رونما ہوتا ہے۔ لیکن بنیادوں میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ انسانی طبیعت میں تقاضے، رنج و غم، پیار، رحم، جنس وغیرہ یکساں ہیں۔ البتہ ہر دور میں ان کی مظاہراتی صورتیں تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔[20]

[20] روحانی ڈائجسٹ: فروری ۸۲، جولائی ۲۰۰۱، تذکرہ قلندر بابا اولیاءؒ: صفحہ ۱۴۵۔۱۴۶

www.ksars.org

پتھر کا زمانہ بھی ہے پتھر میں اسیر

پتھر میں ہے اس دور کی زندہ تصویر

پتھر کے زمانے میں جو انساں تھا عظیمؔ

وہ بھی تھا ہماری ہی طرح کا دل گیر

مزید تشریح! پتھر کا زمانہ ہو یا ارتقائی منازل سے گزر کر سائنسی دور ہو، وسائل کی کمی ہو یا وسائل کی فراوانی آدم زاد ہر دور میں مصیبتوں اور پریشانیوں میں مبتلا رہتا ہے۔ نہ چاہتے ہوئے بھی غمناک زندگی اسے دیمک کی طرح چاٹتی رہتی ہے۔ وہ زندہ رہنے کی تدبیریں کرتا ہے لیکن ہر ہر قدم زندگی اس سے روٹھی رہتی ہے۔ وہ صحت مند رہنا چاہتا ہے مگر علالت و امراض کا طوفان اسے غرق کرنے پر بضد ہوتا ہے۔ وہ خوش رہنا چاہتا ہے لیکن اسے محسوس ہوتا ہے کہ ناخوشی اور عدم تحفظ اس کا مقدر بن گیا ہے۔

آج کی یہ صورت حال ماضی میں بھی تھی، غاروں اور پہاڑوں میں کھدی ہوئی انسانی تصاویر اور زندگی کے کردار اس کے شاہد ہیں ۔ قدیم ترین زمانے میں بھی آدم زاد آج ہی کی طرح دل گیر تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آدم زاد نے اس حقیقت کو تلاش نہیں کیا جس کے اوپر ساری کائنات کی تعمیر کھڑی ہے اور وہ حقیقت ہے ایک ماورا ہستی کی ذات جو رنج و آلام سے ماورائی ہے۔ ماورائی اس نظام سے براہ راست متصل ہو جانے سے انسان رنج و ملال آزاد ہو سکتا ہے۔[21]

www.ksars.org

[21] روحانی ڈائجسٹ: نومبر ۸۴

تاچند و کلیسا و کنشت و محراب

تاچند یہ واعظ کہ جہنم کا عذاب

اے کاش جہاں پہ روشن ہوتی

استادازل نے کل جو لکھی تھی کتاب

تشریح! گرجاگھر، آتش کدہ اور مسجد کا وجود یا ان میں اور ان کے ماننے والوں میں اختلاف اور واعظ کے وعظ میں دوزخ کے عذاب سے ڈرانے کا عمل آخر کب تک جاری رہے گا۔ اے کاش! ان لوگوں پر قدرت کے وہ راز کھل جاتے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو بتا دیئے ہیں۔ ایسے بندے جن کو نہ کوئی خوف ہوتا ہے اور نہ وہ غمگیں ہوتے ہیں۔[22]

[22] روحانی ڈائجسٹ: جنوری ۸۰، دسمبر ۲۰۰۱، تذکرہ قلندر بابا اولیاءؒ: صفحہ ۱۳۵۔۱۳۶

www.ksars.org

توآج خدارا کل کے بارے میں نہ سوچ

آئے گی اجل، اجل کے بارے میں نہ سوچ

رشتہ تو ہمارا ہے ازل سے لیکن

پی اور پلا، ازل کے بارے میں نہ سوچ

تشریح! یہ کون نہیں جانتا کہ آج نہیں تو کل ہمیں مر جانا ہے۔ زندگی صرف آج کا نام ہے۔ پھر تو کیوں والی کل کے بارے میں پریشان ہے؟۔۔۔۔ کبھی تو نے سوچا ہے کہ یہ مرنا کیا ہے؟۔۔۔ ہمارا رشتہ قدرت کے ساتھ اسی وقت سے قائم ہے جب سے خود قدرت موجود ہے، قدرت نہیں چاہتی کہ ہم اس سے جدا ہوں، قدرت ہمیں اس دنیا سے اس دنیا میں اس لیے الٹ پلٹ کر رہی ہے کہ ہمارا تعلق اس کے ساتھ قائم رہے۔ مرنا جب ہمارا مقدر بن چکا ہے تو معرفت حق کی شراب خود پی اور دوسروں کو بھی پلا کیوں کہ نقد سودا ادھار سے اچھا ہے۔[23]

[23] روحانی ڈائجسٹ: جون ۰۴

www.ksars.org

جب تک کہ ہے چاندنی میں ٹھنڈک کی لکیر

جب تک کہ لکیر میں ہے خم کی تصویر

جب تک کہ شب مہ کا ورق ہے روشن

ساقی نے کیا ہے مجھے ساغر میں اسیر

تشریح! حضور بابا صاحبؒ چاند کو خم سے تشبیہ دیتے ہیں، جس طرح خم میں شراب بھری ہوتی ہے اسی طرح چاند میں ٹھنڈی اور مسحور کن روپہلی چاندنی دراصل وہ روشنی ہے، جس سے زمین کا ذرہ ذرہ نمود و حیات پا رہا ہے۔ جب تک نمود و حیات کا سلسلہ جاری ہے، کائنات کا منور اور روشن ہے۔ اور جب روشنی کا نظام درہم برہم ہو جائے گا تو یہ خم نہ رہے گا، نہ شراب نہ چاند رہے گا، نہ چاندنی۔ اگر کوئی چیز باقی رہے گی تو وہ ساقی ذات والا صفات ہے۔[24]

[24] روحانی ڈائجسٹ: فروری ۸۲، تذکرہ قلندر بابا اولیاءؒ: صفحہ ۱۴۵

www.ksars.org

جب تک کہ ہے چاندنی میں ٹھنڈک کی لکیر

جب تک کہ لکیر میں ہے خم کی تصویر

جب تک کہ شب مہ کا ورق ہے روشن

ساقی نے کیا ہے مجھے ساغر میں اسیر

مزید تشریح! چاند کی چاندنی، دنیا کی جگ مگ کرتی رونق ہے، ازل میں پر رونق اور گہما گہمی کا جو پروگرام بن گیا ہے دنیا اس پروگرام کے مطابق چل رہی ہے اس رونق میں کشش اور خمار بھی ہے۔ کشش اور خمار اپنی پوری چمک دمک اور تابانی کے ساتھ موجود ہے، اور آدم زاد چمک دمک کے اس عارضی خول میں قید ہے۔ آدمی جس کو زندگی کہتا ہے یہ دراصل اس کے اپنے مفروضہ حواس کی ایک جیل ہے۔ اس جیل سے نکلنے اور آزاد ہونے کا ایک ہی راستہ ہے کہ آدم زاد یہ سمجھ لے کہ یہ دنیا ایک بڑا قید خانہ ہے جیسے ہی یہ راز کھل جاتا ہے کہ دنیا قید خانہ ہے وہ سزا کی صعوبتوں سے محفوظ ہو جاتا ہے اور وہ چکا چوند سے ماورا حقیقی دنیا کا عرفان حاصل کر لیتا ہے۔[25]

---

[25] روحانی ڈائجسٹ: نومبر ۸۴

www.ksars.org

جب تک کہ ہے چاندنی میں ٹھنڈک کی لکیر

جب تک کہ لکیر میں ہے خم کی تصویر

جب تک کہ شب مہ کا ورق ہے روشن

ساقی نے کیا ہے مجھے ساغر میں اسیر

مزید تشریح! قلندر بابا اولیاءؒ نے لوح و قلم کا فارمولوں کا ذکر کیا ہے، وہاں نسمہ کا ذکر کیا ہے، اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ ہر جاندار کے وپر روشنیوں کا ایک جسم ہوتا ہے، اور یہ روشنیوں کا جسم روشنیوں کے تانے بانے سے بنا ہوتا ہے، جتنے بھی تقاضے پیدا ہوتے ہیں وہ خوشی سے متعلق ہوں یا غم سے، نفرت سے متعلق ہوں یا غم سے، نفرت سے متعلق ہوں یا محبت سے، زندہ رہنے سے متعلق ہوں یا موت سے۔ سب کی بنیاد یہی روشنیوں کا جسم ہے، یہ روشنیوں کے تانے بانے سے بنا ہوا جسم اپنی جلوہ نمائی کے لیے مٹی کے ذرات سے ایک اضافی جسم بناتا ہے، اور جب تک اس اضافی جسم سے لطف اندوز ہونا چاہتا ہے اس اپنا رشتہ قائم رکھتا ہے اور جب دل بھر جاتا ہے تو اس کو لباس کی طرح اتار پھینک دیتا ہے۔ یہ سب محض انسان یا حیوانات کے ساتھ نہیں ہو رہا ہے، کائنات کی ہر شے اس قانون کی پابند ہے۔ وہ چاند ہو، سورج ہو، جنت ہو، دوزخ ہو یا فرشتے ہوں۔ اس تشریح کے ساتھ رباعی کو دوبارہ پڑھیئے۔[26]

جب تک کہ ہے چاندنی میں ٹھنڈک کی لکیر
جب تک کہ لکیر میں ہے خم کی تصویر
جب تک کہ شب مہ کا ورق ہے روشن
ساقی نے کیا ہے مجھے ساغر میں اسیر

[26] روحانی ڈائجسٹ: اکتوبر ۸۴، دسمبر ۲۰۰۴

www.ksars.org

حق یہ ہے کہ بے خودی خودی سے بہتر

حق یہ ہے کہ موت زندگی سے بہتر

البتہ عدم کے راز ہیں سربستہ

لیکن یہ کمی ہے ہر کمی سے بہتر

مزید تشریح! دنیا میں ہر وقت اللہ کے ایسے بندے موجود رہتے ہیں جو شہود اور باطنی نعمت سے مالا مال ہوتے ہیں، جب وہ دنیا میں اکثریت کے طرز عمل کا تجزیہ کرتے ہیں تو انہیں یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ لوگ چند روزہ زندگی کو اصل زندگی سمجھے ہوئے ہیں، لیکن جلد ہی اس کی وجہ بھی نظر آجاتی ہے، اور وہ حضور باباولیاء کی طرح پکار اٹھتے ہیں:

سچ تو یہ ہے کہ بے خودی خودی سے اور موت زندگی سے اعلیٰ تر ہے، لیکن دنیا کے باسیوں پر عدم کا یہ راز روشن نہیں ہے کہ اصل زندگی وہی ہے جو مرنے کے بعد شروع ہوتی ہے۔ اس راز کا پوشیدہ ہونا دنیا میں آرام کی دل چسپی قائم رکھنے کا سبب ہے، اگر ہر شخص پر دنیا کی بے ثباتی روشن ہو جائے تو عارضی زندگی اور دنیا سے کون جی لگائے۔ یہ اخفاء اللہ تعالیٰ کی حکمت عملی کا زبردست جزو ہے۔[27]

[27] روحانی ڈائجسٹ: فروری 82، تذکرہ قلندر باباولیاءؒ: صفحہ 144

www.ksars.org

حق یہ ہے کہ بے خودی خودی سے بہتر

حق یہ ہے کہ موت زندگی سے بہتر

البتہ عدم کے راز ہیں سربستہ

لیکن یہ کمی ہے ہر کمی سے بہتر

مزید تشریح! عرف عام میں جس کو مرنا یا مردہ ہوجانا کہتے ہیں،اس کے بارے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ انسان مرنے کے بعد اپنی صلاحیتیں کھو بیٹھتا ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے، واقعہ یہ ہے کہ انسان کی وہ صلاحیتیں جن کی وجہ سے وہ اشرف المخلوقات ہے، موت کی زندگی سے متعارف ہونے کے بعد متحرک ہوتی ہیں۔ موت باہر بھیانک، لیکن باطن میں اس قدر خوش نما اور حسین ہے اس کے اوپر ہزار جانیں قربان کی جاسکتی ہیں،انسانی زندگی میں موت سے تعارف ہی ایسا عمل ہے جسے حاصل زندگی قرار دیا جاسکتا ہے، مرنے کے بعد زندگی میں داخل ہو کر انسان زمان و مکان کی قید وبند سے آزاد ہو کر تصور اور خیال کی رفتار سے سفر کرتا ہے،اس کو نہ ہوائی جہاز کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ اسپیس شپ کی۔انسانی زندگی یہ وصف جس کا نام موت ہے سب کا سب غیب ہے۔ یہ وصف انسان کو زمانی اور مکانی قید سے آزاد کر کے ایسی کیفیات سے روشناس کرتا ہے جہاں انسان کا ارادہ حکم کی حیثیت رکھتا ہے، اگر انسان کی خواہش یہ ہے کہ وہ سیب کھائے تو اس کے لیے صرف سیب کھانے کا ارادہ کرلینا ہی سیب کی موجودگی کا باعث بن جاتا ہے،عالم قید وبند (دنیا) میں کوئی انسان وسائل کے پابندی کے بغیر سیب نہیں کھا سکتا۔

قلندر بابا اولیاءؒ نے اس رباعی میں اسی نکتے کو بیان کیا ہے،نوع انسانی کی عادت ہے کہ وہ اکثریت کے تجربات کی روشنی میں فیصلہ کرتی ہے،اور جو اکثریت کا فیصلہ ہوتا ہے وہی حق قرار دیا جاتا ہے،یہی معاملہ موت اور بے خودی کا بھی ہے،اکثریت موت کے عمل اور موت کے تذکرے سے خائف رہتی ہے،اور اس کو اپنی خودی یا انا کا خاتمہ تصور کرتی ہے،یہی معاملہ خودی اور بے خودی کا ہے،لیکن وہ لوگ جو اس زندگی میں رہتے ہوئے موت کے بعد کی زندگی میں سفر کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہ زندگی آزاد اور خوشی سے معمور ہے، اگر مرنے سے پہلے موت کے بعد کی زندگی روشن ہو جائے تو کوئی شخص

www.ksars.org

اس دنیا میں رہنا پسند نہیں کرے گا اور اس مادی دنیا پر ویرانی چھا جائے گی، اس نوع انسانی موت کے بعد کی دنیا سے واقف ہونا نہیں چاہتی۔ اس ناواقفیت کو ایک خامی یا کمی کے باوجود ایسی کمی نہیں کہا جا سکتا جو زندگی میں بہت بڑی کمی ہے۔[28]

[28] روحانی ڈائجسٹ: اکتوبر 84، دسمبر 2002

www.ksars.org

دنیا میں پریشان بہت دیکھے ہیں

اجڑے ہوئے ویران بہت دیکھے ہیں

منہ دیکھ کے رہ جاتے ہیں اپنوں کا عظیمؔ

اس طرح کے حیران بہت دیکھے ہیں

تشریح! حضرت قلندر بابا اولیاءؒ مندرجہ بالا رباعی میں مادی زندگی کے حالات و واقعات سے عبرت کے اصول کی ہدایت کررہے ہیں، دنیاوی پریشانیاں اور رکاوٹیں دراصل دنیا سے غیر ضروری قلبی وابستگی کی وجہ سے ہیں، اگر انسان دنیا کے لوگوں سے غیر ضروری توقعات وابستہ نہ کرے تو اسے اتنی زیادہ پریشانی اٹھانا نہ پڑے، ہوتا یہی ہے کہ انسا اپنے عزیز واقارب اور قرب وجوار میں موجود دوسرے لوگوں سے بہت سی توقعات وابستہ کرلیتا ہے اور جب یہ توقعات پوری نہیں ہوتیں تو انسان حیرت زدہ ہو کر رہ جاتا ہے، حالانکہ اسے چاہیے کہ انسانوں سے توقعات وابستہ کرنے کے بجائے خدا سے توقعات وابستہ کرے۔ خدا وہ قادر مطلق ہستی ہے کہ اس کی ذات سے اگر روزآنہ ایک لاکھ خواہشات بھی وابستہ کی جائیں تو وہ پوری کرسکتا ہے، اس لیے وہ خود ہر خواہش سے بے نیاز ہے اور ہر ضرورت سے لااحتیاج ہے۔[29]

[29] روحانی ڈائجسٹ: دسمبر 85، مئی 2004، نومبر 2004

www.ksars.org

دنیا وہ نگر ہے کہ جہاں کچھ بھی نہیں

انسان وہ گھر ہے کہ جہاں کچھ بھی نہیں

وہ وقت کہ سب جس کو اہم کہتے ہیں

وہ وقت صفر ہے کہ جہاں کچھ بھی نہیں

تشریح! دور حاضر کے عظیم روحانی بزرگ حضور قلندر بابا اولیاءؒ کی یہ رباعی معرفت روح کی تشریح و تعبیر سے متعلق ہے، دور جدید کے سائنس دان اور دانشور جانتے ہیں کہ آج تک انسان، حیات و کائنات اور وقت جیسے اہم عوامل کی صحیح تشریح نہیں ہو سکتی ہے، حضرتؒ نے اس رباعی میں اسی طرف توجہ دلائی ہے کہ خارجی چیزوں جسم، مادہ، عناصر کے بجائے دور حاضر کے مفکروں اور دانشوروں کو یہ پہلے یہ سمجھنا چاہیے کہ انسان بذات خود کیا ہے، آج کل کے انسان کی مثال ایک ایسے شخص کی سی ہے جس کے گھر کے اندر تو خزانہ دفن ہے لیکن وہ گدائی کا کشکول ہاتھ میں لیے بھیک مانگتے ہوئے در در کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے، حالاں کہ اس کے اپنے گھر (روح) میں معرفت کا خزانہ دفن ہے۔ اگر وہ اپنے بارے میں فکر کرے اور اس خزانے کو کھود کر نکالنے کی فکر کرے تو اس تمام سائنسی اور معاشرتی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ اگر وہ دنیا کے بارے میں اور اپنے بارے میں یہ جان لے کہ انسان اور وقت اور تمام بنیادی سائنسی عوامل روح کے بغیر صفر ہیں تو وہ معرفت کی شاہ راہ کے دروازے پر جا کھڑا ہو گا۔ اس سفر کے خاتمے وہ روحانی مفکر کی طرح کہہ سکے گا کہ

"مرا گنج است اندر دل گہرائی خوش نی آید" (میرے دل میں معرفت کا خزانہ ہے، مجھے بھیک مانگنا اچھا نہیں لگتا)۔۔۔۔[30]

www.ksars.org

[30] روحانی ڈائجسٹ: دسمبر 85، جنوری 2004

دنیائے طلسمات ہے ساری دنیا

کیا کہیے کہ ہے کیا یہ ہماری دنیا

مٹی کا کھلونا ہے ہماری تخلیق

مٹی کا کھلونا ہے ساری دنیا

تشریح! یہ بھری دنیا ایک قسم کا طلسم ہے اس میں ایسا جادو موجود ہے کہ اس کو سمجھنا تولہ ماشہ تولنے والی عقل کے بس کی بات نہیں۔ غور کیا جائے تو ساری دنیا مٹی کا ایک کھلونا ہے جس کا مقدر بالآخر ٹوٹ کر بکھر جانا ہے۔[31]

[31] روحانی ڈائجسٹ؛ جنوری 80،تذکرہ قلندر بابا اولیاءؒ صفحہ 135

www.ksars.org

ذرات جبین زر فشاں بنتے ہیں

ذرات ہی روئے مہ وشاں بنتے ہیں

ذرات ہی باعث ہیں کف سیمیں کا

ذرات ہی پائے گل فشاں بنتے ہیں

تشریح! ہڈیوں کا ایک پنجرہ ہے جس کے اوپر گوشت کی تہیں جمی ہوئی ہیں، گوشت کی ان تہوں کو اعصاب نے کسا ہوا ہے، اعصاب کو مضبوط اور مستحکم کرنے ان کی بد صورتی کو خوب صورتی میں بدلنے کے لیے اس پورے نانسانی پنجرہ پر کھال کا غلاف چڑھا ہوا ہے، کھال کے اوپر نقش و نگار ہیں، جب یہ تصویر پوری ہوتی ہے، اور رعنائی کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے، تو ہم اسے دلہن بناتے ہیں، ماتھے پر جھومر سجاتے ہیں، سنہرے زیوارات اور جواہرات سے چہرے کو مزین کرتے ہیں۔ خوب صورت ہاتھوں کو اور زیادہ دلکش بنانے کے لیے ہیرے کے انگوٹھیاں پہناتے ہیں، چاند کی چاندنی میں ڈھلی ہوئی کلائیوں میں چوڑیاں، ہاتھوں کو اور زیادہ دلکش بنانے کے لیے ہیرے کی انگوٹھیاں پہناتے ہیں، مانگ میں افشاں بھرتے ہیں، اور جب ہم اس بنی سنوری دلہن کے انگ انگ میں جھومتی جوانی اور شراب سے بھرے ہوئے سراپا کا تجزیہ کرتے ہیں تو یہ حقیقت کھلتی ہے کہ جس پیشانی کو زیورات سے سجایا ہے، وہ مٹی کے ذرات ہیں، حسین و دلکش چہرہ بھی مٹی کے ذرات سے بنا ہے، خوب صورت ہاتھ اور مخروطی انگلیوں میں بھی مٹی کے ذرات کام کر رہے ہیں، لب و لعل جن کے کھلنے پر پھول بکھر جاتے ہیں، وہ بھی مٹی کے ذرات ہیں۔ سب سے ذرات بھی مٹی سے بنے ہوئے ہیں۔ ایسے ذرات جو مٹی میں تبدیل ہو کر پھر مٹی بن جاتے ہیں۔

www.ksars.org

KSARS

ساقی ترے قدموں میں گزرنی ہے عمر

پینے کے سوا کیا مجھے کرنی ہے عمر

پانی کی طرح آج پلا دے بادہ

پانی کی طرح کل تو بکھرنی ہے عمر

تشریح! حضور قلندر بابا اولیاءؒ اس رباعی میں فرماتے ہیں کہ عارفوں کے نزدیک زندگی کا مقصد صرف شراب معرفت کی لذتوں سے بہرہ ور ہونا ہے، یا ساقی حقیقی (خالق کائنات) کی مشیت پر عمل درآمد کرنا ہے، اس کا اللہ تعالی سے یہی مطالبہ ہے، کہ اسے معرفت کا اعلی درجہ عطا فرمایا جائے، اور اللہ تعالی کی مشیت پر راضی برضا رہنے اور عمل درآمد کرنے کی توفیق عطا فرمائی جائے، زندگی کے محدود عرصے میں اگر اس مقصد کی تکمیل نہ ہو سکی تو سب کچھ رائیگاں جائے گا۔ اور زندگی جو لمحہ بہ لمحہ ترتیب سے وقوع پذیر ہو رہی ہے، پانی کی طرح بکھر جائے گی۔ اور اسے کسی طرح سمیٹا نہ جا سکے گا۔[32]

[32] روحانی ڈائجسٹ: فروری ۸۲، اپریل ۸۳، جنوری ۲۰۰۲ تذکرہ قلندر بابا اولیاءؒ: صفحہ ۱۴۳/۱۴۲

www.ksars.org

ساقی ترے قدموں میں گزرنی ہے عمر

پینے کے سوا کیا مجھے کرنی ہے عمر

پانی کی طرح آج پلا دے بادہ

پانی کی طرح کل تو بکھرنی ہے عمر

مزید تشریح!   اے میرے محبوب! شراب معرفت سے سرشار کرنے والے میرے ساقی! میری زندگی تیرے اوپر نثار ہے۔ خود کو تیری دید کے علاوہ کسی اور مصرف میں لانا ہی نہیں چاہتا۔ اے میرے محبوب، اپنے عرفان کی شراب میرے اوپر اتنی عام کردے، کہ میں جتنی چاہوں پی لوں۔ جتنی مجھے طلب ہے تو مجھے اس سے بھی زیادہ عطا کردے، اے میرے محبوب ساقی جب میری سانسیں پوری ہوجائیں گی تو میرے جسم کا پیالہ بھی پانی کا ایک قطرہ بن کر فضا میں تحلیل ہوجائے گا۔33

33 روحانی ڈائجسٹ: اکتوبر ۸۴

www.ksars.org

ساقی تیرے میکدے میں اتنی بے داد

روزوں میں ہوا سارا مہینہ برباد

اس باب میں ہے پیرِ مغاں کا ارشاد

گر بادہ نہ ہاتھ آئے تو آتی ہے باد

تشریح! اے خدا! تیرے میکدے میں یہ کیسی بیداد ہے کہ سارے مہینے روزے رکھنے کے بعد بھی ہمیں معرفت کی شراب نہیں ملی، جب کہ خود تیرا فرمان ہے کہ روزے کی جزمیں خود ہوں، جب اس مہینے میں بھی تیرا دیدار نصیب نہیں ہوا تو سارے سال مصیبتوں کی آندھیاں میرا مقدر بن جائیں گی۔[34]

[34] روحانی ڈائجسٹ: جنوری ۸۸، نومبر ۰۱، تذکرہ قلندر بابا اولیاؒ صفحہ ۱۳۹

www.ksars.org

ساقی تیرا مخمور پیے گا سو بار

گردش میں ہے ساغر تو رہے گا سو بار

سو بار جو ٹوٹے تو مجھے کیا غم ہے

ساغر میری مٹی سے بنے گا سو بار

تشریح! درج بالا رباعی بھی باباجی کی دیگر رباعیات سے مماثلت رکھتی ہے، اس لیے کہ اس میں بھی بے ثباتی دنیا کا تذکرہ ہے، میخانہ کو دنیا کے لیے بطور علامت استعمال کیا گیا ہے، مے نوشی اور ساغر کا گردش میں رہنا وظائف دنیا ہیں، بابا صاحب فرماتے ہیں کہ دنیاوی وظیفہ جس شکل میں ہے اسی طرح جاری رہے گا۔ نئے نئے انسان آآکر اس مشغلے میں شامل ہوتے جائیں گے۔ اس میلے میں کسی کو کسی کی کمی کا احساس نہیں ہوگا۔ نہ کوئی کسی کی عدم موجودگی کو محسوس کر کے رنجیدہ ہوگا۔ بس ہر انسان وقت کی رفتار کے ساتھ گردش کرتا رہے گا۔ چھوٹے موٹے تغیرات اس روٹین (Routine) پر اثر انداز نہیں ہوں گے۔ لیکن یہی چھوٹے چھوٹے تغیرات انسان کو بہ بڑے تغیر کی آمد کا پتہ دیتے ہیں، اور انسان کو دعوت فکر دے رہے ہیں کہ وہ لوگ جو تھوڑی دیر پہلے کاروبار دنیا میں ان کے شریک تھے، کہاں چلے گئے؟ جاننا چاہیے کہ وہ مٹی میں مل کر مٹی ہو چکے ہیں اور اسی مٹی کے پیالے اب دنیا میں موجود لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں۔[35]

[35] روحانی ڈائجسٹ: نومبر ۸۳، جون ۸۵

www.ksars.org

ساقی کا کرم ہے میں کہاں کا مے نوش

مجھ ایسے ہزار ہا کھڑے ہیں خاموش

مے خوار عظیم برخیا حاضر ہے

افلاک سے آرہی ہے آواز سروش

تشریح! حضور قلندر بابا اولیاءؒ اس رباعی میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی کا کرم ہے کہ اس نے مجھے خصوصی (علم لدنی) عطا فرما کر ہزاروں لاکھوں سے ممتاز کر دیا اور میرے اندر شراب معرفت کے خم انڈیل دئے ہیں۔ اواز سروش یا صوت سرمد نے مجھے مظاہراتی دنیا اور قید و بند کی زندگی سے آزاد کر دیا، میری سماعت (طول موج wave length) کے تانے بانے سے ماوراء بہت ماوراء ہے، آسمانوں میں جو کچھ ہو رہا ہے میں کھلی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کرتا ہوں، اور ماورائی آوازوں سے میری سماعت لطف اندوز ہوتی ہے، اور یہ ساری نعمتیں مجھے ساقی کے کرم سے ملی ہیں، حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے اپنے نانا کی منقبت میں اس بات کو اس طرح کہا ہے، ع

یہ آپ ہی کا نواسہ ہے، دریا پی کر جو پیاسا ہے

جلووں کا سمندر دیجیے، اے بادہ حق اے جوئے علی[36]

[36] روحانی ڈائجسٹ: فروری ۸۲، تذکرہ قلندر بابا اولیاءؒ: صفحہ ۱۴۸

www.ksars.org

ساقی کا کرم ہے میں کہاں کا مے نوش

مجھ ایسے ہزار ہا کھڑے ہیں خاموش

مے خوار عظیم برخیا حاضر ہے

افلاک سے آرہی ہے آواز سروش

مزید تشریح! حضور بابا فرماتے ہیں--------

میں جو محبت کی شراب یعینی عرفان ذات میں مست و بے خود رہتا ہوں یہ سب میرے ساقی کا کرم ہے، ورنہ قدرت کے اس کارخانے میں میرے جیسے ہزاروں ہیں جو انتظار کی طویل قطار میں خاموش کھڑے ہیں، آسمانوں میں فرشتے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں:

سعید روح "عظیم برخیا" حاضر ہے!------------

آسمانوں اور عرش کے مکینوں! آؤ چلو دیدار یار کریں!---یہ سعید روح تجلی الہی کا پرتو ہے "اللہ کے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تمثل ہے! ابدال حق ہے! فرشتوں کا مسجود اور ملأ اعلی کا محبوب ہے،

سیدنا حضور ﷺ کا ارشاد عالی مقام ہے۔روز ازل میں سعید اور شقی روحین بتادی گئیں ہیں۔

حضور قلندر بابا اولیاءؒ اس رباعی میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی کا خصوصی کرم ہے کہ اس نے مجھے خصوصی علم (علم لدنی) عطا فرما کر ہزاروں لاکھوں سے ممتاز کر دیا اور میرے اندر شراب معرفت کے خم کے خم انڈیل دیے ہیں، آواز سروش یا صوت سرمدی نے مجھے مظاہراتی دنیا اور قید و بندگی سے آزاد کر دیا ہے، میر سماعت طول موج wave length کے تانے بانے سے ماوراء اور بہت ماوراء ہے۔آسمانوں میں جو کچھ ہو رہا ہے، میں کھلی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کرتا ہوں، اور ماورائی آوازوں سے میری سماعت لطف اندوز ہوتی ہے، اور یہ ساری نعمتیں مجھے ساقی کے کرم سے ملی ہیں۔ حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے اپنے نانا کی منقبت میں اسی کیفیت کو یوں بیان فرمایا ہے۔

یہ آپ کا نواسہ ہے دریا کے پی کے جو پیاسا سا ہے

www.ksars.org

جلوؤں کے سمندر دید کیجیے، اے ہادی حق جوئے علی[37]

www.ksars.org

[37] روحانی ڈائجسٹ: دسمبر ۸۴، جنوری ۲۰۰۳، (درج بالا تشریح غلط ہے، قلندر بابا اولیاءؒ کا ہر گز یہ مطلب نہیں ہے، یہ ساری تشریحات شرکیہ ہیں انھیں کتاب سے حذف کردینا، نہ صرف مناسب، بلکہ ضروری ہے۔از ٹائپسٹ)

قل اللهم مالك الملك تؤتي الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بيدك الخير إنك على كل شيء قدير

ترجمہ:اے نبی ﷺ ! (یوں) کہا کراے میرے اللہ، ملک کے مالک! تو جسے چاہے ملک دے، اور جس سے چاہے ملک چھین لے، اور جسے چاہے عزت دے، اور جسے چاہے ذلت دے۔ تیرے ہی ہاتھ میں بھلائی ہے۔ بے شک تو ہر شے پر قادر ہے۔

پارہ تلک الرسل، سورہ آل عمران، آیت ۲۶

لله الأمر من قبل ومن بعد

ترجمہ: تمام کام اللہ ہی کے قبضے میں ہیں۔

پارہ ۲۱ اتل ما اوحی، سورہ الروم، آیت ۴

ع

www.ksars.org

عنوان مشیت کہیں ٹل سکتا ہے؟

عنوان مشیت کہیں ٹل سکتا ہے؟

تولوح کی تحریر بدل سکتا ہے؟

استاد قلم نے لکھ دیا جو لکھا

کیا اسے خلاف بھی کوئی چل سکتا ہے

تشریح! رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عالی مقام ہے قلم لکھ کر خشک ہو گیا، اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ لوح محفوظ میں ہر چیز لکھ دی گئی ہے، اے انسان تو اپنی زندگی پر غور کر اگر تھ سے پوچھا جاتا کہ تجھے کہاں پیدا کیا جائے؟ تو یہی چاہتا کہ تو کسی بادشاہ کا ولی عہد بنے، لیکن ایسا نہیں ہے۔ پیدائش کا معاملہ در دست اللہ احکم الحاکمین کا اپنا فیصلہ ہے، جہاں اللہ چاہتا ہے انسان وہیں پیدا ہوتا ہے، غیرب کے گھر میں پیدا ہونے والا بچہ اللہ چاہے تو بادشاہ بن جاتا ہے، اور بادشاہ کے گھر میں پیدا ہونے والا بچہ بھکاری بن جاتا ہے، یہ جو ذات برادریاں غرور و تکبر سے معمور لوگوں نے بنالی ہیں۔ اس کا تعلق پیدائش سے نہیں ہے، جب اللہ کی طرف سے کسی سائل کو وسائل مل جاتے ہیں تو وہ کبر و نخوت کے بڑے بڑے بت زمیں بوس ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالی فرماتا ہے اور ہم نے جو قبیلے بنائے ہیں وہ اس لیے بنائے ہیں تا کہ تم ایک دوسرے کا تعارف حاصل کرو، اور اللہ کے نزدیک وہی لوگ صاحب عزت ہیں جنھوں نے تقویٰ اختیار کیا ہے، متقی کی تعریف اللہ تعالی یہ بیان کرتے ہیں کہ متقی لوگ غیب کا مشاہدہ کرتے ہیں، یعنی غیب کو دیکھتے ہیں، متقی لوگ وہ ہیں جن کا اللہ سے رابطہ قائم ہوتا ہے، جب وہ رکوع کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ہم اللہ کے سامنے جھکے ہوئے ہیں جب وہ سجدہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ہم اللہ احکم الحاکمین کو سجدہ کر رہے ہیں وہ اپنے مال میں سے خرچ کرتے ہیں، انہیں اس بات کا یقین ہوتا ہے ہم جو کچھ خرچ کر رہے ہیں، وہ اللہ کا دیا ہوا اس دنیا میں کوئی شے ہماری ملکیت نہیں ہے، وہ اللہ کی نشانیوں پر غور کرتے ہیں یقین ان کی راہنمائی کرتا ہے کہ زمین جس پر ہم چلتے ہیں وہ ہماری ملکیت نہیں ہے، ملکیت اللہ کی ہے ہم خرید و فروخت میں لگے ہوتے ہیں۔ جس پانی سے زمین سیراب ہوتی ہے، اور جو پانی رس دار پھل بن جاتا ہے، اور جو پانی پھول میں مہک بھر دیتا ہے، اور جو پانی ہماری زندگی میں نشو و نما کا باعث بنتا ہے، اس کی تخلیق میں ہمارا کوئی عمل دخل نہیں ہے، یہ سب ہمارے اوپر اللہ کا انعام ہے، جو اللہ نے ہمیں مفت فراہم کیا ہے۔

www.ksars.org

عنوان مشیت یہ ہے کہ جو اللہ تعالی نے بنادیا بن گیا۔ جو اللہ تعالی نے چاہا وہ ہو گیا، اللہ جس کو چاہے عزت دے، جس کو چاہے ذلت دے، اللہ جس کو چاہے ملک دے،   جس سے چاہے ملک چھین لے، اللہ کے قانون کے نزدیک بڑائی صرف اسے زیب دیتی ہے جو اللہ کے احکامات کے تحت دیئے ہوئے اختیارات کو صحیح طریقے پر استعمال کرتا ہے، لوح محفوظ میں یہ قانون لکھ دیا گیا ہے کہ عمل خیر کا ایک ذرہ ضائع نہیں ہوگا، اس کا اجر دیا جائے گا، اور عمل شر کا ایک ذرہ ضائع نہیں ہوگا اس کی سزا ہے۔ اللہ تعالی نے جو کچھ لکھ دیا ہے اسے کوئی بدل نہیں سکتا، لیکن اللہ قادر مطلق ہے، وہ اپنے مقرب بندوں کی دعائیں سنتے ہیں ان کی دعاؤں کی قبولیت کے نتیجے میں اللہ تعالی نے انسان کے لیے بڑی بڑی تبدیلیاں کر دیتے ہیں۔38

www.ksars.org

---

[38] روحانی ڈائجسٹ: اپریل 2003

کل روزِ ازل یہی تھی مری تقدیر

ممکن ہو تو پڑھ آج جبیں کی تحریر

معذور سمجھ واعظ ناداں مجھکو

ہیں بادہ و جام سب مشیت کی لکیر

تشریح! اے واعظ! میں جس آقا کا غلام ہوں، ان کا ارشاد ہے۔۔۔۔ قلم لکھ کر خشک ہو گیا۔آج میری پیشانی پر زندگی کی جو فلم رقصاں ہے وہ میری پیدائش سے پہلے ہی ازل میں بن گئی تھی، اور یہی میری تقدیر ہے، اے واعظ! تیرے وعظ و نصیحت کا میرے اوپر کیا اثر ہو گا تو خود ازل کی لکھی ہوئی تحریر ہے، یہ سب بادہ و جام کی باتیں بھی ازل میں ہی لکھی جا چکی ہیں، یہ شراب زندگی) اور یہ جام (خاکی لباس سے مزین یہ بدن) قدرت کی ایسی لکیر ہے جسے کوئی بدل نہیں سکتا۔اے واعظ! یہ سعادت ازلی سعادت مندوں کو میسر آتی ہے۔ازلی شقی اس کے قرب سے محروم رہتے ہیں، بالآخر ایک وقت آئے گا کہ یہ لکیریں (لہریں) منتشر ہو جائیں گی۔ Gravity کا دائرہ کار ختم ہو جائے گا اور آدمی کا جسم تحلیل ہو جائے گا۔39

[39] روحانی ڈائجسٹ: اپریل 83، اگست 2003، تذکرہ قلندر بابا اولیاءؒ صفحہ 142

www.ksars.org

کل روز ازل یہی تھی مری تقدیر

ممکن ہو تو پڑھ آج جبیں کی تحریر

معذور سمجھ واعظ ناداں مجھکو

ہیں بادہ و جام سب مشیت کی لکیر

اپنی بعض رباعیات میں قلندر بابا اولیاءؒ نے بڑے گہرے روحانی قوانین بیان کیے ہیں، مندرجہ بالا رباعی کی تمثیلی زبان میں وہ فرماتے ہیں کہ روزِ اول میں لوحِ محفوظ پر تمام مخلوقات کی تقدیر کا خاکہ تیار کر لیا گیا تھا، اسی کا عکس انسان کے ذہن پر پڑتا ہے، اور یہی عکس انسان کے ماتھے کی لکیروں میں نمایاں ہو جاتا ہے، اسی عکس کی بدولت انسان زندگی میں اس راستے کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے، جس پر اسے چلنا ہوتا ہے۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند

میل آن اندر و یش انداختند

یہ، اور بہت سارے راستے اکثر آپس میں متصادم ہو جاتے ہیں اور ظاہر میں لوگوں کو شک میں مبتلا کر دیتے ہیں، لیکن ایک روحانی انسان جو قانون ازل سے آشنا ہوتا ہے اسے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے سمجھتا ہے، اور اس مشاہدے سے اس کا ایمان اور بھی مستحکم ہو جاتا ہے، کیوں کہ یہ مشاہدہ ازل کے ریکارڈ کی تصدیق کرتا ہے۔[40]

[40] روحانی ڈائجسٹ: نومبر 83، جون 85، (ازل کا ریکارڈ کی تصدیق انسانی مشاہدہ ہرگز نہیں کر سکتا ہے، کیوں کہ انسانی مشاہدے میں خطا کا امکان ہے، اس کی تصدیق صرف وحی کر سکتی ہے کہ اس میں امکان خطا نہیں۔

www.ksars.org

مزید تشریح!   حضور قلندرؒ بابا کی رباعیات میں دو موضوع خاص طور پر نمایاں ہیں۔۔۔۔اول تخلیق آدم میں مٹی کی معجز نمائی اور دوسرے بادہ وساغر کا تذکرہ، کہیں کہیں یہ دونوں موضوع کچھ اس طرح گھل مل جاتے ہیں کہ ایک دوسرے کا تتمہ اور لازمی نتیجہ ہیں، زیر نظر رباعی میں بادہ وجام کا ذکر ایک منفرد طرز فکر میں پیش کیا گیا ہے، یہ ایک اچھوتا اور نہایت دلنشیں انداز بیان ہے۔فرماتے ہیں کہ روزازل جب خالق کائنات نے ہر مخلوق کی تقدیر رقم کی اور ساتھ ہی اپنی خالقیت اور ربوبیت کا اقرار لینے کے لیے ان سب ایک مرکز پر جمع کیا تو ہر ایک نے اس حقیقت کی گواہی دی، ساری مخلوق گویا اس اقرار شہادت کے ذہنی طور پر فارغ ہو گئی، کہ روز حساب تو دور ہے مگر "پردۂ الست" سے اٹھنے والی تجلی شاعر (حضور قلندر باباؒ) کے قلب و نظر کو برما گئی۔

چشم ساقی سے نگہ اٹھی کہ اک موج شراب

خاک دل کا ذرہ ذرہ جام و مینا ہو گیا

روزازل اسی تجلی کی عکس اندازی تھی کہ آج تک شاعر مۓ الست سے سرشار ہے،اسی کا نام مظاہراتی دنیا میں شغل بادہ جام ہے، یہی رند خرابات کی تقدیر ہے،اور اسی شراب معرفت کے نور سے شاعر کی جبین حیات روشن ہے، فی الحقیقت، حضور قلندر باباؒ کی حیات مبارک کی اسی تجلی ازل سے منور و معمور تھی جس کو آپ نے شاعرانہ طرز فکر میں لطیف اور اثر انگیز پر یقہ پر پیس کیا ہے، مگیر یہنتمام امور و حقائق ظاہر بین نگاہوں سے پوشیدہ ہیں۔جن میں واعظ ناداں پیش پیش ہے، اسے کیا خبر کہ بادہ وجام کے خطوط میں مشیت کی کون سی تحریر پوشیدہ ہے، حافظ شیرازی نے اسی حقیقت کو شیخ "پاک دامن" کے سامنے معذرت خواہانہ انداز میں پیش کیا ہے۔

حافظ نخود بپوشید ایں خرقۂ مے آلود

اے شیخ پاک دامن معذور دار مارا

حافظ نے یہ شراب میں ڈوبا خرقہ از خود نہیں پہن لیا ہے (یہ تو مشیت کا اشارہ ہے) اے شیخ پاک دامن مجھے معذور سمجھ۔مگر حضور قلندر بابا کے ہاں اس فعل بادہ و جام میں والہانہ انبساط ہے۔اس کو مشیت کا اشارہ کر کے ایک شان بے نیازی اور جذبۂ امتنان بھی ہے۔[41]

[41] روحانی ڈائجسٹ: جون ۸۴، فروری ۲۰۰۳

www.ksars.org

کل عمر گزر گئی زمیں پر ناشاد

کل عمر گزر گئی زمیں پر ناشاد

افلاک نے ہر شانس کیا ہے برباد

شاید کہ وہاں خوشی میسر ہو عظیم

ہے زیرِ زمیں بھی اک دنیا آباد

تشریح! ہماری اس رنگ و بو کی دنیا کی طرح ایک اور دنیا بھی جو مرنے کے بعد ہمارے اوپر روشن ہوتی ہے، ہم کتنے بدنصیب ہیں کہ ہم نے کبھی اس نادیدہ دنیا کی طرف سفر نہیں کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد "مر جاؤ مرنے سے پہلے" پر عمل کر کے ہم اس دنیا سے روشناسی حاصل کر لیں، تو اس بات کی توقع کی جاسکتی ہے کہ ناشاد و نامراد زندگی کو مسرت و شادمانی میسر آجائے۔42

فمن يكفر بالطاغوت ويؤمن بالله فقد استمسك بالعروة الوثقى

ترجمہ: تو جو شخص بتوں سے اعتقاد نہ رکھے اور اللہ پر ایمان لے آئے تو اس نے مضبوط رسی پکڑی جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں۔[43]

[42] روحانی ڈائجسٹ: دسمبر ۸۳، جنوری ۸۸

[43] پارہ سیقول: سورہ: البقرۃ آیت: ۲۵۶

www.ksars.org

کہتا ہے مجھے ایک زمانہ کافر

کہتا ہے مجھے ایک زمانہ کافر

سچائی کا انجام ہوا یہ آخر

میں ایک کو دو نہ کہوں گا زنہار

گو سارے زمانے کو ہو بار خاطر

اس رباعی میں منصور حلاج کی طرف تلمیحی اشارہ ہے، جس نے "انا الحق" کا نعرہ لگا کر خدا کی وحدانیت کا اور اپنی ذات کو خالق حقیقی کی ذات میں فنا کر دینے کا اعلان کیا۔ ایک یا وحدت سے ماورائی کا تصور دو علیحدہ ہستیوں کی علامت ہے، جن میں مغائرت اور بیگانگی حد فاصل ہے، ایک کو دو کہنے سے انکار بصیرت آگاہی اور معرفت الٰہی کے اعلیٰ ترین مقام پر پہنچنے کی دلیل ہے۔ مشہور زمانہ شعر:

من تو شدم تو من شدی، من تن شدم، تو جاں شدی

تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اس حقیقت حقیقت کی طرف اشارہ ہے، ظاہر ہے کہ جب تک بندہ اپنے آپ کو اپنے خالق کی ذات میں فنا نہ کرے، بندہ اور خالق کے درمیان دو علیحدہ ہستی کا تصور باقی رہتا ہے۔ جب منصور نے انا الحق کا نعرہ لگایا تو وہ الوہیت میں ڈوب کر یعنی اپنی ذات کو مٹا کر اور خالق کائنات کی بقا سے متصل ہو کر اسی مقام پر فائز تھا جہاں حدیث قدسی کے مطابق اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا ہاتھ، پاؤں، کان، آنکھ بن جاتا ہے جس وہ کام کرتا، چلتا، سنتا، اور دیکھتا ہے، یہاں تک کہ وہ منطق بن جاتا ہے جو بندہ کی زبان سے کلام الٰہی بن کر ظاہر ہوتا ہے، مگر اہل ظاہر اسے کفر قرار دیتے ہیں۔ جن کی عقل و بصیرت محدود اور تصورات ذہنی انتشار کا شکار ہوں، انہیں کیا خبر کہ کسی محبوب کی ذات میں فنا ہو جانا ہی اصل زندگی اور ثبات دوام کا سرچشمہ ہے۔ اگر غور و فکر کی گہرائی سے دیکھا جائے تو مقام انا الحق پر فائز بندہ اللہ کی ذات میں اپنی ذات کو فنا کر کے خود باقی ولافانی دیکھتا ہے۔ دوئی کا تصور تو اللہ تعالیٰ سے علیحدہ اپنی ذات کا وجود تسلیم کراتا ہے۔ یہ کفر ہی نہیں بلکہ دراصل یہی شرک ہے جس بخشش نہیں۔[44]

[44] روحانی ڈائجسٹ؛ ستمبر ۸۳

www.ksars.org

کہتی ہے یہ مٹی بھی بہت سی باتیں

کہتی ہے یہ مٹی بھی بہت سی باتیں

باتوں میں گزر گئی ہیں اکثر راتیں

مٹی کے یہ ذرات بھی انسان تھے

تھیں کبھی ان کی شیخ و برہمن کی ذاتیں

دس عادتیں انسان کی زندگی میں شامل ہیں، سونا اور بیدار ہونا، کوئی آدمی نہ ہمیشہ بیدار رہ سکتا ہے، اور نہ کوئی ہمیشہ سوتا رہتا ہے، زندگی کا ایک سفر۔یہ ہے کہ آدمی بیداری میں چلتا پھرتا ہے، دیکھتا سنتا ہے، کھاتا ہے پیتا ہے، جزبات کی تسکین کر کے ہلکا پھلکا ہو جاتا ہے، یا جذبات کی گھٹن سے رنجیدہ خاطر ہو جاتا ہے، زندگی بوجھ بن جاتی ہے، جب کیف و سرور میں ہوتا ہے تو میلوں بھاگا چلا جاتا ہے، اور جب من میں خوشی نہیں ہوتی ہے تو ایک ایک قدم من من بھر لگتا ہے، یہ دونوں صورتیں سونے کی حالت میں بھی ہوتی ہین اور۔بیداری کی حالت میں بھی ہوتی ہے، سونے کی حالت مین اگر کوئی ڈراؤنا خواب دیکھتا ہے تو ڈر جاتا ہے، اور اگر وہ خواب میں گل و بلبل کی دنیا میں چلا جاتا ہے تو لطیف ہو کر ہوا میں اڑنے لگتا ہے، انسان جب بیداری میں کسی چیز کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو بہت کچھ جان لیتا ہے، متوجہ نہین ہوتا ہے تو ساری زندگی برباد۔ہو جاتی ہے۔

اسی طرح انسان جب خواب میں متوجہ رہتا ہے تو خواب کی دنیا کو جان جاتا ہے، متوجہ نہیں ہوتا تو خواب کی دنیا بے خبری ہو جاتی ہے، جب کوئی انسان شب بیداری کر کے یا بالفاظ دیگر نیند کے غلبے کو توڑ کر نیند کی کیفیات کو سمجھ لیتا ہے تو اس پر یہ راز کھلتا ہے کہ میں نے اپنی ساری زندگی لایعنی باتوں میں ضائع کر دی ہے، اور جب غور فکر کرتا رہتا ہے تو رات کے حواس بھی اس سے باتیں کرتے ہیں۔نوع انسانی دراصل اجتماعی شعور سے مرکب ہے، جب ہمارے اندر اجتماعی شعور نکل گیا تو ہم انفرادی شعور میں قید ہو گئے اور ہم شیخ و برہمن بن گئے ہم نے جب سے حقائق پر غور کرنا چھوڑ دیا ہے تو وہ انفرادی ہو گیا۔

یہ ساری ذات برادریاں انفرادی شعور کے تحت خود، خود غرضی کے دائرے میں گردش کر رہی ہے، اصل بات یہ ہے کہ جب سڑی ہوئی مٹی کے پتلے میں ایک برہمن بھی پاخانہ پیشاب کرنے پر بھی مجبور ہے، اور شیخ صاحب بھی بول و براز کی پابندیوں سے آزاد نہیں ہیں، فقیر بھی خوش نما پردے میں چھپی ہوئی سڑی ہوئی چیزیں کھاتا ہے اور بادشاہ بھی اپنے پیٹ میں سرانڈ لیے پھرتا ہے۔مٹی کا بنایا ہوا انسان جب مٹی سے باتیں کرنے کے لائق ہو جاتا ہے تو اس پر یہ عقدہ کشائی ہوتی ہے کہ یہ ذات اور برادریاں انسان کی اپنی بنائی ہوئی ہیں۔اللہ کے نزدیک معزز وہ ہے جو اللہ سے واقف ہے، اور جب کوئی بندہ اللہ سے واقف ہو جاتا ہے تو اشیائے کائنات کے رموز اس کے اوپر آشکارا ہو جاتے ہیں۔[45]

www.ksars.org

[45] روحانی ڈائجسٹ: مارچ ۲۰۰۳

کیا علم کہ کب جہاں سے ہم اٹھتے ہیں

کیا علم کہ کب جہاں سے ہم اٹھتے ہیں

پیر اپنے مگر سوئے عدم اٹھتے ہیں

ممکن نہیں عمر کو پلٹ کر دیکھے

انسان کے آگے ہی قدم اٹھتے ہیں

تشریح! "ازل تا ابد" ایک لفظ میں اللہ کے اسرار پنہاں ہیں۔ انسان ازل میں تخلیق ہوا، اور یہ پھر یہ تخلیق ایک متعین پروسیس Process کے تحت خود کو نمایاں کرتی ہوئی زمین پر آموجود ہوئی۔ زمین پر موجود ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ تخلیق ایسا عمل ہے جو ہر آن اور ہر لمحہ تغیر پذیر ہے، بچہ جس روز پیدا ہوتا ہے اسی دن سے عدم کے سفر کی شروعات ہو جاتی ہے، بچپن عدم میں چلا جاتا ہے، پھر لڑکپن عدم میں چلا جاتا ہے، پھر جوانی عدم کی زینت بن جاتی ہے، اور بالآخر بڑھاپا زمین کو داغ مفارقت دے کر رخصت ہو جاتا ہے، جس طرح زمین پر انسان ہر لحہ، ہر آن سفر میں ہے، کیا بعید کہ مقام ازل سے زمین تک آنے میں بھی انسان سفر میں ہو۔

قلندر باباؒ فرماتے ہیں ہر قد عدم کی طرف اٹھ رہا ہے بند ہبشر می انتی ہمت ہی ہے کہ زندگی کے ماہ و سال کو پلٹ کر دیکھے، اے انسان آگے بڑھتا چلا جا، پیچھے نہ دیکھ۔ قدرت اگر یہ چاہتی کہ انسان پیچھے بھی دیکھے تو گردن میں بھی ایک آنکھ لگا دیتی۔ ماضی جو گزر گیا ہاتھ نہیں آتا۔ مستقبل جو آنے والا ہے وہی ہماری زندگی ہے۔[46]

---

[46] روحانی ڈائجسٹ: اپریل ۸۶، اپریل ۲۰۰۲

www.ksars.org

کیا یوں ہی یہ خدمت سبو کرتے ہیں

کیا یوں ہی یہ خدمت سبو کرتے ہیں

انسان ملے یہ جستجو کرتے ہیں

ہم سن نہیں سکتے یہ خطا ہے اپنی

یہ کوزہ وخم بھی گفتگو کرتے ہیں

تشریح! زندگی کا مطالعہ کرنے سے یہ راز منکشف ہوتا ہے کہ جو چیز موجود ہے وہ زندہ ہے اس کے اندر زندگی سے متعلق حواس کار فرما ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ پہاڑ بے جان چیز ہیں مگر پہاڑ بھی مونث مذکر ہوتے ہیں، پہاڑوں میں نسل کشی کا سلسلہ قائم ہے۔ پہاڑ پیدا ہوتے ہیں، پہاڑ بچپن سے گزر کر لڑکپن میں اور لڑکپن سے گزر کر جوانی میں داخل ہوتے رہتے ہیں، پہاڑ شعور بھی رکھتے ہیں، انھیں اچھے برے کی تمیز بھی ہوتی ہے، وہ اپنی سکت وہمت اور صلاحیت سے بھی واقف ہوتے ہیں، پہاڑ پیدا ہوتے ہیں اور اپنی عمر پوری کرنے کے بعد مرتے بھی ہیں۔ شراب کے پیالے میں بھی جان ہے۔ جب ہم شراب پیتے ہیں یہ پیالہ اس لیے ہمارے ہونٹوں سے لگ جاتا ہے، کہ اسے ایک محبوب کی تلاش ہے۔ خم وکوزہ بے قرار رہتے ہیں کہ کوئی ایسا کامل انسان مل جائے جو یہ جانتا ہو کہ خم اور کوزہ بھی زبان رکھتے ہیں۔ اس تلاش میں وہ کم علم، کوچشم، نادان اور کم سمجھ انسان کے منہ بھی لگتے رہتے ہیں کیوں کہ اس ایثار کے بغیر کامل انسان کی تلاش ممکن نہیں ہے۔[47]

---

[47] روحانی ڈائجسٹ: مئی ۲۰۰۲

www.ksars.org

گم ہو گیا بس اس کے سوا کیا معلوم

گم ہو گیا بس اس کے سوا کیا معلوم

کس سمت سے وہ نکل گیا کیا معلوم

ممکن نہیں اس تک ہو رسائی اپنی

جو وقت گیا کہاں گیا کیا معلوم

تشریح! ابدال حق باباؒ اولیاءؒ کی رباعیات میں یہ بات بہت زیادہ وضاحت سے بیان کی گئی ہے کہ ہماری دنیا تو نے بکھرنے اور بے وجود ہونے کے لیے ہے۔ ہر آدمی ٹوٹ رہا ہے۔ بکھر رہا ہے، اور اس کا وجود مٹی کے ذرات میں تبدیل ہو رہا ہے، مگر اسے کچھ پتہ نہیں کہ اس کے ساتھ کچھ ہو رہا ہے۔ بچپن بکھرا جوانی آئی، جوانی بکھری بڑھاپا آیا۔ بڑھاپا بکھرا آدمی نابود ہو گیا۔ "جو جا کر نہ آئی وہ جوانی دیکھی، جو آکے نہ گیا وہ بڑھاپا دیکھا" کہ مصداق جب آدمی اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے، ہم جب زندگی کے آثار و احوال کا محاسبہ کرتے ہیں تو ہمارے اوپر یہ انکشاف ہوتا ہے کہ زندگی دراصل وقت ہے، ہم پوری زندگی وقت ہی میں تو گزارتے ہیں، بڑے بوڑھوں کا کہنا ہے کہ "وقت کی قدر کرو" گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں"۔ جو وقت ہم کارآمد گزارتے ہیں، وہ ہماری زندگی کا حاصل ہے، اور جو وقت ہم ضائع کر رہے ہیں وہ ہماری زندگی میں لا حاصل عمل ہے، وقت کے بارے میں اگر انسان کو علم ہو جائے تو اس کے وپر علم کے ایسے بے شمار دروازے کھل جاتے ہیں جن میں سے وہ کسی ایک دروازے میں داخل ہو کر یہ معلوم کر لیتا ہے کہ انسان آتا کہاں سے اور جاتا کہاں ہے؟

آتا کیوں ہے اور نہ چاہنے کے باوجود چلا کیوں جاتا ہے، وقت کا علم رکھنے والا اپنی تخلیق کے راز سے واقف ہو جاتا ہے وہ سمتوں کے گرداب میں نہیں پھنستا۔ جب کوئی بندہ تخلیقی راز سے واقف ہو جاتا ہے تو اپنا عرفان حاصل کر لیتا ہے۔ عرفان ہی انسان کو خالق کائنات سے قریب کرتا ہے۔ دراصل خالق کائنات اللہ عزوجل کی قربت ہی علم و آگہی ہے۔

سیدنا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے کہ "وقت میں میرا اور اللہ کا ساتھ ہے" وقت Time اللہ کا نور ہے، اور مکان Space اللہ کی تخلیق ہے۔[48]

www.ksars.org

[48] روحانی ڈائجسٹ: مئی ۲۰۰۳

ماتھے پہ عیاں تھی روشنی کے محراب

ماتھے پہ عیاں تھی روشنی کے محراب
رخسار ولب جن کے تھے گوہر نایاب
مٹی نے انہیں بدل دیا مٹی میں
کتنے ہوئے دفن آفتاب وماہتاب

تشریح! جن لوگوں کی پیشانی روشن تھی اور ماتھے پر سجدوں کا نشان تھا اوران کے چہرے چمک دمک سے معمور تھے۔جب انہیں مٹی میں دفن کیا گیا تو مٹی نے انہیں بھی مٹی ہی بنا دیا۔کیسے کیسے چانداور سورج اس زمین میں دفن ہو چکے ہیں۔ہم ان کا شمار بھی نہیں کر سکتے ۔چند دنوں کی اس عارضی دنیا میں آدمی زمین پر کبر و نخوت کی تصویر بنا پھرتا ہے۔بالآخر اسے بھی موت مٹی کے ذروں میں تبدیل کر دے گی اور مٹی کے یہ ذرے پیروں میں روندے جائیں گے۔[49]

[49] روحانی ڈائجسٹ جنوری ۸۰
تذکرہ قلندر بابا اولیاء صفحہ ۱۳۶

www.ksars.org

مٹی سے نکلتے ہیں پرندے اُڑ کر

مٹی سے نکلتے ہیں پرندے اُڑ کر

دنیا کی فضا دیکھتے ہیں مڑ مڑ کر

مٹی کی کشش سے اب کہاں جائیں گے

مٹی نے انہیں دیکھ لیا ہے مڑ کر

تشریح: تمام جاندار مٹی سے بنے ہوئے ہیں۔ مٹی سے مراد روشنیوں کا وہ خلط ملط ہے جس میں تمام رنگ موجود ہیں۔ اس کل رنگ روشنی بھی کہا جاتا ہے۔ یہی رنگ درخت کی جڑیں زمین حاصل کرتی ہیں۔ اور یہی رنگ تنا، شاخوں، پتوں، پھول اور پھل میں نمایاں ہو جاتے ہیں لیکن تخلیق کی یہ طرز ودیرپا نہیں ہے۔ جلد ہی یہ تخلیق پھر مٹی بن جاتی ہے پرندے بھی اسی مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ قوت پرواز حاصل ہو جانے کے بعد بھی مٹی سے رستگاری حاصل کر سکتے کیوں کہ وہ مٹی کے دائرہ کار (Gravity) سے باہر نہیں جا سکتے۔ جلد ہی یہ کشش انہیں پھر مٹی میں مل کر مٹی بن جانے پر مجبور کر دیتی ہے۔[50]

[5050] روحانی ڈائجسٹ فروری ۸۲

تذکرہ قلندر بابا اولیاء صفحہ ۱۴۶

www.ksars.org

مٹی سے نکلتے ہیں پرندے اُڑ کر

مٹی سے نکلتے ہیں پرندے اُڑ کر

دنیا کی فضا دیکھتے ہیں مڑ مڑ کر

مٹی کی کشش سے اب کہاں جائیں گے

مٹی نے انہیں دیکھ لیا ہے مڑ کر

مزید تشریح: یہ پرندے جو اڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مٹی سے پیدا ہوتے ہیں۔ زمین سے بہت دور فضا میں پرواز کرتے ہوئے زمین کا نظارہ کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ زمین سے بہت دور نکل آئے ہیں۔ لیکن جس مٹی کی کشش سے ان کے بال و پر بندھے ہیں اس سے یہ کیسے آزاد ہو سکتے ہیں۔

دیکھنے کی دو طرزیں ہیں۔ ایک بالواسطہ اور دوسری براہِ راست۔ بالواسطہ دیکھنے کی طرز یہ ہے کہ پرندے اوپر سے نیچے دیکھ رہے ہیں اور سمجھ رہے ہیں کہ ہم مٹی کی گرفت سے آزاد ہو چکے ہیں۔ براہِ راست طرز یہ ہے کہ خود مٹی انہیں دیکھ رہی ہے اور مٹی کا دیکھنا ہی کشش ثقل (Gravity) ہے۔ ایک دن یہ مٹی اپنی کشش سے اس طرح کھینچ لیتی ہے کہ ہر ذی روح مٹی کے ذرات میں تبدیل ہو جاتا ہے۔[51]

[51] روحانی ڈائجسٹ نومبر ۸۴

www.ksars.org

مٹی سے گلاب ویاسمین بنتے ہیں

مٹی سے گلاب ویاسمین بنتے ہیں

مٹی سے گلاب ویاسمین بنتے ہیں

انسان بھی اسی مٹی سے بالیقیں بنتے ہیں

مٹی تو ہے یہ مگر اسی مٹی سے

کتنے رخ وزلف نازنین بنتے ہیں

تشریح ! زمین کے اوپر بظاہر ہر چیز مٹی تخلیق ہورہی ہے، گلاب ویاسمین بھی مٹی سے نکل رہے ہیں، اور انسان بھی پیدا ہورہے ہیں۔ سینکڑوں حسیناؤں کے دل فریب پیکر بھی اسی مٹی سے ڈھالے جارہے ہیں، لیکن تخلیق کی اصل طرز وہ ہے جو مٹی کی گہرائی میں کارفرما ہے اور مٹی کو مختلف سانچوں میں ڈھال رہی ہے، اور مٹی کو نسمہ (روح) سے وابستہ کررہی ہے، اور تخلیق کی یہ طرز خدا کی بنائی ہوئی مشیت کے تحت کام کررہی ہے، یہ تخلیقی روشنی ہے جسے تصوف میں یک رنگ روشنی اور قران میں ماء (پانی) کہتے ہیں۔ یہ دراصل وہ چیز ہے جو مٹی کے پیکر میں جان ڈال رہی ہے، اور مردہ زمین کو "سیراب" کررہی ہے، ایک عارف جب ان چیزوں کا مشاہدہ کرتا ہے تو خدا کی قدرت کا برملا اعتراف کرتا ہے کہ خدا نے ایک ہی مٹی سے کتنی رنگارنگ چیزیں پیدا کرکے دنیا میں پھیلادی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔[52]

---

[52] روحانی ڈائجسٹ: دسمبر 85

www.ksars.org

مٹی کی لکیریں ہیں جو لیتی ہیں سانس

مٹی کی لکیریں ہیں جو لیتی ہیں سانس

جاگیر ہے پاس ان کے فقط ایک قیاس

ٹکڑے جو ہیں قیاس کے، مفروضہ ہیں

ان ٹکڑوں کا نام ہم نے رکھا ہے حواس

تشریح ! موجودہ سائنس نے تجربات، مشاہدات اور تفکر سے یہ جان لیا ہے کہ دنیا میں موجود ہر شے روشنی کے غلاف میں لپٹی ہوئی ہے، جب تک روشنی کا غلاف جسم کے اوپر موجود رہتا ہے، زندگی متحرک رہتی ہے، اور جب روشنی کا غلاف فضاء میں تحلیل ہو جاتا ہے تو زندگی درہم برہم ہو جاتی ہے، روشنی کی رفتار کے بارے میں قیاس آرائی کی گئی ہے، اس کو بنیاد بنا کر جب ہم کوئی نتیجہ مرتب کرنا چاہتے ہیں تو یوں کہتے ہیں کہ ہر موجود شے کی زندگی لہروں پر قائم ہے، یہ لہریں محوری اور طولانی گردش میں سفر کرتی رہتی ہیں، روشنیوں اور لہروں کا یہ سفر ہی قیاس اور حواس کا پیش خیمہ ہے۔ جس طرح ایک آدمی ایک درخت روشنیوں اور لہروں کے تانے بانے پر قائم ہے، اسی طرح ہماری فضا بھی روشنیوں اور لہروں سے معمور ہے، فضا میں دور کرنے والی یہ لہریں سانس کے ذریعہ ہمارے اندر داخل ہوتی ہیں، ان لہروں کے داخل ہونے کے بعد انسانی انا کی اپنی لہریں مضروب ہو کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم ہو جاتی ہیں۔۔۔۔۔ یہ ٹکڑے جب جوڑے جاتے ہیں تو حواس بن جاتے ہیں۔ لہروں کے نظام پر قائم سانس جب تک موجود ہے قیاس، مفروضات اور حواس سب ہی موجود ہیں اور جب اندرونی نظام سانس رک جاتا ہے تو سارا کھیل ختم ہو جاتا ہے۔[53]

[53] روحانی ڈائجسٹ: دسمبر: ۸۴

www.ksars.org

مٹی کی لکیریں ہیں جو لیتی ہیں سانس

مٹی کی لکیریں ہیں جو لیتی ہیں سانس

جاگیر ہے پاس ان کے فقط ایک قیاس

ٹکڑے جو ہیں قیاس کے، مفروضہ ہیں

ان ٹکڑوں کا نام ہم نے رکھا ہے حواس

مزید تشریح   ! ہمارے اطراف بکھرے ہوئے مختلف جاندار مٹی کی بنی ہوئی مختلف تصویریں ہیں جو سانس لیتی ہیں، ان کی زندگی کا سارا اثاثہ قیاس آرائی ہے، یہی قیاس آرائی حواس کی بیناد ہے۔جب خیال متحرک ہوتا ہے تو بصارت، سماعت، گویائی، شامہ، مشام اور لمس درجہ بدرجہ ترتیب پا جاتے ہیں۔چوں کہ ان کی بنیاد قیاس آرائی ہے اس لیے ظاہری حواس میں ہمارا دیکھنا سمجھنا اور سوچنا حقیقی نہیں ہے۔اسی لیے روحانیت میں قلبی مشاہدے کو حقیقت کہا گیا ہے۔قرآن کہتا ہے "دل نے جو دیکھا جھوٹ نہیں دیکھا"۔54

---

[54] روحانی ڈائجسٹ: فروری:82

تذکرہ قلندر بابا اولیاءؒ: صفحہ ۱۴۷

www.ksars.org

مٹی کی لکیروں میں ہزاروں در ہیں

مٹی کی لکیروں میں ہزاروں در ہیں

گر جھانکئے کتنے مے کدے اندر ہیں

میناہے، شراب ناب ہے، ساقی ہے

ذروں پہ جو غور کیجیے ساغر ہیں

تشریح: زندگی کے بارے میں روحانیت کے نظریہ کو ہم عام لفظوں میں unconventional کہہ سکتے ہیں، کیوں کہ اہل روحانیت کے مطابق زندگی اپنی ابتدائی شکل میں ہر چیز میں موجود ہے۔ اگرچہ ذروں کی زندگی کی منازل عام انسان کی نظر سے پوشیدہ ہیں۔ لیکن جب ایک اہل روحانیت شہود کی نگاہ (باطنی نگاہ یا تیسری آنکھ) استعمال کرتا ہے، تو اسے ایک ذرہ کی اتھاہ گہرائیوں میں زندگی کی چہل پہل اور رونق اسی طرح نظر آتی ہے جیسے دنیا کے کسی مصروف بازار میں دیکھی جاتی ہے، قلندر باباؒ نے اس رباعی میں کچھ اس طرح کے خیالات کا اظہار کیا ہے کہ انھیں مٹی میں بنی ہوئی لکیروں میں ہزاروں دروازے نظر آتے ہیں۔ ان دروازوں کے اندر کئی مے کدے نظر آتے ہیں جہاں دیگر وسائل بھی اسی طرح موجود ہیں جس طرح دنیا میں ہیں۔55

---

[55] روحانی ڈائجسٹ: فروری 202

www.ksars.org

مٹی کی بناوٹ کا ہے ایک نام دماغ

مٹی کی بناوٹ کا ہے ایک نام دماغ

انسان کے بدن میں اس سے جلتا ہے چراغ

جلتا ہے چراغ زندگانی ہر دم

حتیٰ کوئی لمحہ نہیں رہتا بے داغ

تشریح   ! خدا نے یوں تو سارا بدن ہی مٹی سے بنایا ہے اور ہم نے اس کے مختلف نام رکھ لیے ہیں، بدن میں ایک حصہ کا نام دماغ ہے، سارے جسم کو اگر ایک گھر سے تشبیہ دی جائے تو دماغ اس گھر میں چراغ ہے۔ایسا چراغ جس کی روشنی سے اس گھر کا ایک ایک کونا روشن اور منور ہے۔اس چراغ میں زندگی ایندھن بن کر جلتی رہتی ہے۔چراغ جب تک ضوفشانی کرتا رہتا ہے زندگی بے داغ اور مجلی رہتی ہے، اور جب چراغ ٹمٹمانے لگتا ہے تو زندگی پر تاریکی چھانے لگتی ہے، اور روشن چراغ پر مٹی کی تہیں جم جاتی ہیں مگر جو لوگ یہ حقیقت جان لیتے ہیں کہ ساری زندگی مٹی کے ذرات پر قائم ہے وہ مٹی کے ذرات میں تبدیل ہونے کے بعد بھی روشن اور زندہ رہتے ہیں۔[56]

www.ksars.org

[56] روحانی ڈائجسٹ: جنوری:85

مٹی کے سبو شراب کی محفل ہیں

مٹی کے سبو شراب کی محفل ہیں

نظاروں سے دنیا کے مگر بیدل ہیں

یہ دیکھتے سنتے ہیں، سمجھتے ہیں

ذرات میں ان کے چشم و گوش و دل ہیں

تشریح ! مٹی کے پیالے کی وجہ سے شراب کی محفل سجی ہوئی ہے۔ لوگوں کے ذہن میں پیالے کا بس یہی مصرف ہے، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مٹی کا پیالہ بے جان و حقیر ہے، حالاں کہ مٹی پیالہ جان دار ہے، مٹی کے ذرات کی گہرائی میں ان کے چشم و گوش و دل پوشیدہ ہیں۔ یہ بھی احساس رکھتے ہیں۔ لیکن انسان اپنی کم نظری اور کم فہمی کی وجہ سے انہیں بے توقیر سمجھ کر توڑ دیتا ہے، حالاں کہ شراب خانے کے اندر جتنے پیالے "جان محفل" ہیں بنے ہوئے وہ بآواز بلند فریاد کرتے ن ہیں۔ مے خانے کی فضا اس چیخ و پکار سے لرز رہی ہے، اے انسان آج تو ہمیں بے توقیر اور بے جان سمجھ کر توڑ رہا ہے، لیکن یاد رکھ تیری بھی حیثیت خالق کائنات کے سامنے ہماری طرح کے پیالے جیسی ہے، تو جس طرح آج ہمیں توڑ رہا ہے، کل تو خود اسی طرح توڑ دیا جائے گا۔ اپنی فنا کے بارے میں سوچ آج جس طرح ہماری فریاد سے شور برپا ہوا ہے کل روز حشر اس سیارے کے انسان بھی اسی طرح چیخیں گے، چلائیں گے، روئیں گے، خود کو پیٹیں گے۔ اے انسان عقل و شعور کی دنیا سے اس پار دانائی کی دنیا پر غور کر، ورنہ پچھتاوے کے علاوہ کچھ بھی حاصل نہیں ہو گا۔57

57 روحانی ڈائجسٹ: دسمبر ۸۵

www.ksars.org

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو کالے سڑے ہوئے گارے سے جو کھن کھن بولتا ہے پیدا کیا۔

پارہ ۱۴، ربما، سورہ: ۱۵، الحجر، آیت: ۲۶

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ

ترجمہ: (لوگو!) ہم نے تمھیں اسی (زمین) سے پیدا کیا اور اسی میں تمھیں لوٹائیں گے اور اسی سے تمھیں دوسری بار نکالیں گے۔

پارہ ۱۶، قال الم، سورہ ۲۰، طہٰ، آیت ۵۵

مٹی کا ہے سینہ، مٹی کا شانہ ہے

مٹی کا ہے سینہ، مٹی کا شانہ ہے

مٹی کی گرفت میں تجھے آنا ہے
کچھ دیر پہنچنے میں لگے گی شاید
مٹی کی طرف چند قدم جانا ہے

www.ksars.org

تشریح ! اللہ تعالی نے قرآن پاک میں فرمایا ہے ہم نے گندھی ہوئی مٹی اور گارے سے انسان کا پتلا بنایا اور پتلے میں اپنی روح پھونک دی۔ پتلے سے مراد انسان کے تمام جسمانی اعضاء ہیں۔ مثلاً ہاتھ، انگلیاں، پیر، ٹانگیں، گلے سے ٹانگوں تک ہڈیوں کا صندوق۔ اس صندوق کے اندر پھیپھڑے، دل، گردے جگر اور دوسرے تمام اعضاء جو اس صندوق کے اندر سلیقے سے رکھے گئے ہیں۔ مثلاً گردن کے اوپر کھوپری کے پیالے میں دماغ، دماغ کے اندر کھربوں خلیے، یہ سب مٹی سے بنے ہوئے ہیں۔ جب مٹی کے بنے ہوئے ان سب کل پرزوں میں اللہ تعالی نے اپنی روح یعنی توانائی منتقل کی تو یہ سب چیزیں حرکت میں آگئیں۔ آپ نے رسٹ واچ ضرور دیکھی ہو گی، جب ہم ڈائل الگ کر کے گھڑی کھولتے ہیں تو اس کے اندر ہمیں مشینری نظر آتی ہے، اس میں بہت ساری گراریاں ہوتی ہیں، ہر گراری کے دندانے دوسری گراری میں پھنسے ہوئے ہوتے ہیں، جب ایک گراری چلتی ہے تو مشین کے اندر جتنے کل پرزے ہیں سب چلتے ہیں، اور ان گرایوں کو چلانے کے لیے چابی یا توانائی کام کرتی ہے۔ اسی طرح جب اللہ تعالی نے انسان کی جسمانی مشین میں اپنی روح پھونک دی تو دل چلنے لگا۔ تو ساری مشین حرکت میں آگئی۔ یہ تو ہوئی انسان کی بات۔ انسان جس زمین پر چل رہا ہے، وہ بھی حرکت میں ہے، سب کو پتہ ہے زمین چل رہی ہے، ہر شخص جانتا ہے کہ سورج چل رہا ہے، چاند چل رہا ہے، ستارے گردش میں ہیں، ہوا چل رہی ہے پانی بہہ رہا ہے، جسموں میں خون دوڑ رہا ہے، یعنی کسی بھی لمحے حرکت منقطع نہیں ہوتی ہے۔ آدمی اگر بیدار ہے تب بھی چل رہا ہے، آدمی اگر سو رہا ہے تب بھی حرکت کر رہا ہے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ ہم چل تو رہے ہیں۔ لیکن کیوں چل رہے ہیں کہاں چل رہے ہیں۔ کون چلا رہا ہے، اس کا ہمیں علم نہیں ہے، حضور قلندر بابا اولیاؒ فرماتے ہیں کہ مٹی کا ہے سینہ۔۔۔۔ یعنی ہمارا سینہ مٹی کا بنا ہوا ہے، وہ بھی مٹی ہے یعنی ہم بھی مٹی ہیں اور ہمارا کاشانہ بھی مٹی ہے۔ مٹی نے ہمیں اپنی گرفت میں اس طرح جکڑا ہوا ہے کہ کسی بھی طرح اس کی گرفت سے آزاد نہیں ہو سکتے۔ اس قانون کو سمجھنے میں یا مٹی اصل حقیقت دریافت کرنے میں کچھ دیر تو لگتی ہے لیکن اگر انسان چند قدم اس سفر کے لیے اٹھاوے تو تو یہ سب کچھ سمجھنا آسان عمل بن جاتا ہے، قدم بڑھانا عمل کی دنیا ہے، اور عمل کا نتیجہ ضرور مرتب ہوتا ہے۔[58]

www.ksars.org

[58] روحانی ڈائجسٹ: جون ۳

مٹی میں ہے دفن آدمی مٹی کا

مٹی میں ہے دفن آدمی مٹی کا

پتلا ہے وہ اک پیالہ بھری مٹی کا
مے خوار پییں گے جس پیالہ میں شراب
وہ پیالہ بنے گا کل اسی مٹی کا

تشریح! خدا نے آدم کو مٹی سے بنایا ہے تو ہر آدمی بھی مٹی سے بنا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسے مٹی میں ہی دفن کر دیتے ہیں، یہ ایک حسین مورتی جس کے حسن پر سب لوگ جان دیتے ہیں والہ وشیدا بنے رہتے ہیں وہ اصل میں مٹی کے ذرات سے مرکب ہے، محبت کی شراب پینے والے پئیں گے وہ پیالہ پھر اسی مٹی سے بنادیا جائے گا، یعنی قدرت کی کرشمہ سازی بھی کیا خوب ہے کہ ایک ہی مٹی سے مختلف شکلیں بناتی رہتی ہے۔ اور پھر اسی میں ملا کر مٹا دیتی ہے۔ اور پھر بنا دیتی ہے۔ تخلیق کے اس عمل میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں جو فی الواقع اللہ تعالی کو جاننا اور پہچاننا چاہتے ہیں۔59

[59] روحانی ڈائجسٹ: جنوری 80، جنوری 83، مئی 83، فروری 84، مئی 85،

تذکرہ قلندر باباؒ اولیاء: صفحہ 131-132

www.ksars.org

محرم نہیں راز کا وگرنہ کہتا

محرم نہیں راز کا وگرنہ کہتا

اچھا تھا کہ اک ذرہ ہی آدم رہتا

ذرہ سے چلا چل کر اجل تک پہنچا

مٹی کی جفائیں یہ کہاں تک سہتا

تشریح! آدمی قدرت کے راز وجہ تخلیق اور تمام باتوں سے محض نابلد ہے۔ زمین کا ہر ذرہ آدم کی تصویر کا عکس ہے۔ لیکن ایک یہی ذرہ جب مشکل اور مجسم ہو جاتا ہے تو فنا کا سفر شروع ہو جاتا ہے۔ آدمی مٹی میں دفن ہو کر پھر مٹی بن جاتا ہے۔ مٹی کے ذرات بو قلمونی کے ساتھ پھر مشکل اور مجسم ہو جاتے ہیں اور پھر فنا کے راستے پر چل کر مٹی میں تحلیل ہو جاتے ہیں۔ تحلیل نفسی کے اس مسلسل اور متواتر عمل سے آدمی کے اندر مٹی کے جفائیں برداشت کرنے کی سکت پیدا ہو جاتی ہے، دنیا کی نشو و نما کا یہ قانون تخلیقی فارمولوں کا راز بن کر جاری و ساری ہے۔[60]

[60] روحانی ڈائجسٹ: جنوری ۸۰، جنوری ۸۳، مئی ۸۳، فروری ۸۴، مئی ۸۵،

تذکرہ قلندر باباؒ اولیاء: ص ۱۲۹۔ ۱۳۰

www.ksars.org

معلوم ہے تجھ کو زندگانی کا راز؟

معلوم ہے تجھ کو زندگانی کا راز؟

مٹی سے یہاں بن کے اڑا ہے شہباز

اس کے پرو پرزے تو یہی ذرے ہیں

البتہ کہ صناع ہے اس کا دم ساز

تشریح! اے آدم! کیا تجھے معلوم ہے کہ تیری زندگی کے اندر کون سے فارمولے کام کر رہے ہیں؟ دنیا میں ہر چیز کی ساخت مٹی سے عمل میں آئی ہے۔ شہباز کی قوت پرواز بھی اسی مٹی کی ممنون کرم ہے۔ کیوں کہ اس کے جسمانی اعضاء اسی مٹی (کل رنگ روشنی) کی مختلف ترکیبوں سے وجود میں آئے ہیں۔ البتہ تخلیق کا اصل راز یہ ہے کہ مٹی کے اندر خالق کائنات کا امر متحرک ہے جو کہ مٹی کو مختلف سانچوں میں ڈھال کر مختلف شکلوں میں ظاہر کر رہا ہے۔ کنکر، پتھر، پودے، مختلف قسم کے جانور اور انسان دراصل مختلف قسم کے جانور اور انسان دراصل مختلف سانچے (Die) ہیں۔[61]

[61] روحانی ڈائجسٹ: فروری ۸۲

تذکرہ قلندر بابا اولیاءؒ: ص ۱۴۶۔۱۴۷

www.ksars.org

معلوم ہے تجھ کو زندگانی کا راز؟

معلوم ہے تجھ کو زندگانی کا راز؟

مٹی سے یہاں بن کے اڑا ہے شہباز

اس کے پرو پرزے تو یہی ذرے ہیں

البتہ کہ صناع ہے اس کا دم ساز

مزید تشریح! ہم جب زندگی کے ٹکڑے جوڑتے ہیں اور زندگی کے اعمال و حرکات کا مشاہدہ کرتے ہیں تو ایک ہی بات نظر آتی ہے۔۔۔زمین پر بسنے والی ہر مخلوق وہ چرند ہو، پرند ہو، جمادات ہو، بناتات ہو، نباتات ہو یا انسان ہو، سب ایک پروسس کے تحت قائم ہیں۔ ہم جب زمین میں گندم بوتے ہیں تو یہ گندم ایک پروسس کے تحت زمین کے ذرات میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ یہی حال ہر جاندار کا ہے، پہلے زمین اپنی کوکھ سے ایک خوبصورت تصویر جنم دیتی ہے اور پھر اس تصویر کو واپس اپنی کوکھ میں رکھ لیتی ہے۔۔۔۔زمین کی اس کوکھ سے کوے، اور گدھ پیدا ہوتے ہیں۔ اور شہباز جیسا بلند کردار پرندہ بھی آسمان کی رفعتوں میں پرواز کرتا ہے۔۔۔ تخلیق کا پروسس تو ایک ہے لیکن جس ہستی نے زمین کو تخلیق کا اہم ترین مسالہ Matter بنایا ہے۔ اس ہستی نے انہیں ذرات میں الگ الگ صلاحیتیں متحرک کر دی ہیں، ہماری طرز فکر یہ ہے کہ ہم شہباز کا وصف اس کی ذات کے ساتھ وابستہ کر دیتے ہیں، اور گدھ کا وصف اس کی ذات کے ساتھ وابستہ کر دیتے ہیں۔ قلندر بابا اولیاءؒ اس طرز فکر کی اصلاح کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وصف گدھ یا شہباز میں نہیں ہے۔۔۔وصف براہ راست تعلق اللہ سے ہے۔![62]

[62] روحانی ڈائجسٹ: دسمبر ۸۴، جولائی ۲۰۰۴

www.ksars.org

معلوم نہیں کہاں سے آنا ہے میرا

معلوم نہیں کہاں سے آنا ہے میرا

معلوم نہیں کہاں پہ جانا ہے میرا

یہ علم کہ کچھ علم نہیں ہے مجھ کو

کیا علم کہ کھونا ہے کہ پانا ہے میرا

تشریح! یہ نہیں معلوم کہ میں کہاں سے آیا ہوں، اور نہ ہی یہ معلوم ہے کہ میری منزل کہاں ہے؟ ایسا علم جس کو نہ تو کھو جانے کا علم ہو اور نہ کچھ پالینے کا علم ہو علم نہیں ہے۔ اپنی بے بضاعتی اور کم مائیگی کا یہ حال ہے تو ہم حقیقت کے سمندر میں کس طرح غوطہ زن ہو سکتے ہیں، حقیقی علم جاننے کے لیے ضروری ہے کہ ہم یہ جانتے ہوں کہ ہمیں کس نے پیدا کیا ہے، اس دنیا میں پیدائش سے پہلے ہم کہاں تھے اور مرنے کے بعد کون سے عالم چلے جاتے ہیں اور اس عالم میں زندگی کن طرزوں پر قائم ہے؟[63]

[63] روحانی ڈائجسٹ: جنوری 80، جنوری 83، مئی 83، فروری 84، مئی 85،

تذکرہ قلندر باباؒ اولیاءؒ: ص 131

www.ksars.org

مَرَجَ الْبَحرَينِ يَلتقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَان

ترجمہ: اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیں دونوں میں ایک آڑ ہے کہ اس سے تجاوز نہیں کر سکتے، تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟۔

پارہ 27، قال فما خطبکم، سورہ 55، الرحمن، آیت: 19تا22

میں کیا ہوں یہ عقدہ تو کھلے گا آخر

میں کیا ہوں یہ عقدہ تو کھلے گا آخر

پردہ جو پڑا ہے وہ اٹھے گا آخر

ذرے کو مرے کوئی تو صورت دیں گے

ساغر نہ بنا خم تو بنے گا آخر

تشریح! حیات و موت دراصل ہستی کائنات کے دو پہلو ہیں، ان میں فی نفسہ کوئی مغائرت اور تضاد نہیں، اور نہ ہی ان میں عقل انسانی سے ماوراء کوئی ایسا راز پوشیدہ ہے، جس کی پردہ کشائی انسانی حدود امکان سے باہر ہو، ہستی کے یہ دونوں پہلو دن اور رات کی طرح ہیں بظاہر ایک دوسرے سے الگ اور متضاد ہیں، مگر دونوں مل کر ایک دن کہلاتے ہیں اور اس اتصال سے دونوں علیحدہ علیحدہ پہچانے جاتے ہیں، بعینہ یہی فرق ظاہر بینی اور کشف باطن کے درمیان ہے۔ ہاں ان کے درمیا ایک پردہ

www.ksars.org

ضرور ہے جو نظر نہیں آتا۔ سورہ رحمن میں اللہ تعالی نے دو دریاؤں کے متصل پانی کے درمیان ایک برزخ (پردہ) کا ذکر فرمایا ہے جس کے باعث دو قسم کے پانی ایک دوسرے سے ملنے کے باوجود جدا جدا رہتے ہیں، ایسا ہی ایک پردہ زندگی اور موت کے درمیا ن ہے، حضور قلندر باباؒ رموز و اسرار کائنات کے شناسا اور حامل علم الٰہی ہیں اور آپ یہ حقائق آئینہ کی طرح روشن ہیں مگر جب آپ عام انسان کی طرز میں گفتگو فرماتے ہیں تو اس اسے مدعا ہماری روز مرہ کی زندگی کے ان پہلوؤں کی نشان دہی ہوتی ہے جنہیں ہم اپنے شب و روز کے مشاغل کا حصہ قرار دے سکتے ہیں، یہاں حضور بادۂ الست سے سرشار شاعر فطرت شناس کے لہجے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اس (ظاہری فنا) کے باوجود میری مٹی رائیگاں نہیں جائے گی، کیوں کہ قانون قدرت کے مطابق مادہ فنا پذیر نہیں ہے۔ صرف اس کی ہیئت اور خواص تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اس مٹی کا ساغر بنے تو ایک مست مئے پندار کے لیے اس بڑھ کر اور کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ نازک اور لطیف لبوں کا لمس اس کو نصیب رہے گا۔ اگر یہ بھی نہ ہو تو وہ خم یا صراحی ضرور بنا دی جائے گی، اور یہ بھی انا اور خودی کی تسکین کے لیے کافی ہے، اس کے برعکس عمر خیام اسرار و رموز کی پردہ کشائی سے اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے قلب کی پریشانی کا علاج جرعۂ مے میں تلاش کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

در پردۂ اسرار کسے را رہ نیست — زیں تعبیہ جان، ہیچ کن آگہ نیست
جز در دل خاک ہیچ منزل کہ نیست — مے خور کہ چنیں فسانہ ہا کوتہ نیست

اسرار اور پردہ سے لا علمی کا پہلو دونوں رباعیوں میں مشترک ہے، مگر جو فرق حضور قلندر باباؒ اور عمر خیام کی طرز فکر میں نمایاں ہے، وہ یہ ہے کہ حضور کے ہاں تیقن اور انقاد ہے کہ پردہ ضرور اٹھے گا اور تبدیلی ہیئت کے باوجود تخلیق ثانی کا ایک ایسا پہلو سامنے آئے گا جو وجہ سکون اور باعث طمانیت ہوگا۔ کیوں کہ آپ کے یہاں محرومی اور عدم اعتماد کا خوف لاحق نہیں۔ مگر عمر خیام کے ہاں معذوری اور بے نصیبی کے ساتھ عذاب کے ساتھ عذاب جان سے بچنے کے لیے فرار کی کیفیت پائی جاتی ہے کہ شراب پیو اور اس قصہ ذہن ہی سے نکال دو۔[64]

www.ksars.org

[64] روحانی ڈائجسٹ: اکتوبر 83

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (62)

ترجمہ: بے شک جو اللہ کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غم ناک ہوں گے۔

پارہ 11، یعتذرون، سورہ 10، یونس آیت: 62

فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (38)

ترجمہ: جنہوں نے میری ہدایت کی پیروی کی، ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ غم ناک ہوں گے۔

پارہ الم، سورہ ۲، بقرہ، آیت 38

مے خانہ پر ہر سمت گھٹا چھائی ہے

مے خانہ پر ہر سمت گھٹا چھائی ہے

ساقی ترے دامن میں بہار آئی ہے

رخ بھی ترا گلرنگ ہے پیراہن بھی

خود بھی مئے گل رنگ تماشائی بھی

تشریح! غور کیا جائے تو زندگی خوشی اور غم کا آمیزہ ہے، اور یہ دونوں احساس ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح ملے جلے رہتے ہیں کہ انسان ان سے خود کو الگ نہیں کر سکتا۔

اب لگتا ہے اگر دائیں غم ہے تو بائیں خوشی ہے، اگر آگے پریشانی تو پیچھے اطمینان ہے۔ اطمینان اگر آگے ہے تو پیچھے بے سکونی ہے۔ یہ بات ہمارے تجربے میں ہے کہ ہر تکلیف کے پیچھے راحت ہے اور ہر راحت کے پیچھے تکلیف ہے۔ ایک ماں جب انتہائی درجہ تکلیف سے گزر جاتی ہے تو اسے ماںتا کا شعور حاصل ہو جاتا ہے۔ ایک طالب علم جب دس سال کی مشقت برداشت کرتا ہے تو اس مشقت کے صلے میں اسے میٹرک کا سرٹیفیکیٹ ملتا ہے موسم کے تغیر میں بھی یہی قانون کار فرما ہے۔ بہار کا موسم ہے تو ہر چیز نکھری ہوئی نظر آتی ہے

www.ksars.org

درختوں میں کونپلیں پھوٹنا سبز لباس پہن کر درختوں کا پتوں سے مزین ہونا کلیوں کا چٹکنا، پھولوں کا کھلنا خوشبو کی مہک، گھاس پر شبنم کا موتی بن کر چمکنا، چڑیوں کا چہکنا، بلبلوں کا نغمہ سرا ہونا، کوئل کی کوک۔۔۔۔۔

یہ سب بہار کی رونقیں ہیں اور جب بہار اپنا بچپن جوانی گزار کر بڑھاپے میں داخل ہوتی ہے تو وہ تمام آثار واحوال اپنا مظاہرہ کرتے ہیں جو بڑھاپے کا وصف ہے، پتے سوکھ کر گر جاتے ہیں درختوں کی شاخوں اور تنوں میں جھریاں پڑ جاتی ہیں، پودوں پر پھولوں کی جگہ ڈنٹھل باقی رہ جاتے ہیں، اور اب ایسا لگتا ہے کہ خوشبو ہزاروں پردوں میں چھپ گئی ہیں اسی طرح انسانی زندگی میں بھی بہار اور خزاں کے پیمانوں میں ردوبدل ہو رہا ہے ہمارا گھر یا ہماری دنیا مے خانے کی طرح ہے، اس میں خانے پر جب بہار آتی ہے تو ہر سمت برسات کا موسم محسوس ہوتا ہے، جیسے آسمان پر گھٹا چھا جائے تو انسان کے دل میں ایسی گدگدی ہوتی ہے کہ آنکھوں میں خمار آجاتا ہے اور ساقی صاحب مکاں یا محبوب اس طرح نظر آتا ہے کہ اس کے انگ انگ میں جوش، جذبہ جوانی اور رعنائی جھلکتی ہے چہرہ بھی رخ روشن ہو جاتا ہے۔

پیراہن میں سے خوشبو پھوٹتی ہے اور شراب کا پیالہ یعنی زندگی ایسا تماشا بن جاتی ہے جو انسان کی کیفیات گم ہو جاتی ہے، غور کیا جائے تو یہ سب مٹی کا کمال ہے۔یہی مٹی کبھی مے خانہ بن جاتی ہے، یہی مٹی رخ زیبا بن جاتی ہے اور یہی مٹی تماشائی بن جاتی ہے۔

قلندر بابا اولیاء نے انسان کو اپنی رباعی میں اس کی طرف متوجہ کیا ہے خوشی اور غم کوئی مستقل شے نہیں ہے یہ انسان کے اپنے اندر کی واردات و کیفیات ہیں جو ایک جگہ قائم نہیں رہتیں، ان میں ردوبدل ہوتا رہتا ہے۔اگر ہم اس قانون سے واقف ہو جائیں اور اپنی توجہ خوشی کی طرف مرکوز کردیں تو ہم یہ محسوس کریں گے کہ ہر سمت گھٹا چھائی ہے اور ہر سمت بہار آئی ہے۔[65]

---

[65] روحانی ڈائجسٹ: دسمبر 03

www.ksars.org

نہروں کو مئے ناب کی ویراں چھوڑا

نہروں کو مئے ناب کی ویراں چھوڑا

پھولوں میں پرندوں کو غزل خواں چھوڑا

افتاد طبیعت تھی عجب آدم کی

کچھ بس نہ چلا تو باغ رضواں چھوڑا

تشریح! اس آدم یا آدم زاد کی صفات نہ پوچھیے اس نے چمک دمک رکھنے والی شراب کی نہروں کو جنت میں ویران چھوڑ دیا۔ قسم قسم کے پھولوں اور باغوں میں جو پرندے چہچہا رہے تھے۔ان کی گنگناہٹ کو بھی خیر باد کہہ آیا اس آدم کی طبیعت میں اللہ تعالی نے کچھ ایسی خوبی رکھی ہے کہ کسی ایک بات یا ایک چیز پر قانع نہیں رہتا۔اس کا جنت میں رہتے رہتے جب جی گھبرانے لگا تو اسے چھوڑ کر بھاگ آیا۔اس کے مزاج میں مظاہر کائنات میں کام کرنے والی ہر آن اور ہر لمحہ فکر و تبدل کی صفت (حرکت) موجود ہے۔[66]

[66] روحانی ڈائجسٹ: جنوری 80، جنوری 83، مئی 83

تذکرہ قلندر بابا اولیاءؒ ص 132

www.ksars.org

ہر چیز خیالات کی ہے پیمائش

ہر چیز خیالات کی ہے پیمائش
ہیں نام کی دنیا میں غم و آسائش
تبدیل ہوئی جو خاک گورستاں میں
سب کوچہ و بازار کی تھی زیبائش

تشریح! ہم کسی چیز کو پہچانتے ہیں یا کوئی کام کرتے ہیں، خوش ہوتے ہیں یا غم کے بادل ہمارے اوپر چھا جاتے ہیں سب کا دار و مدار خیال پر ہے۔۔۔۔یہ خیال درجہ بدرجہ گہرا ہو کر تصور سے گزر کر احساس میں جلوہ گر ہوتا ہے اور مظہر بن کر ہماری آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔۔۔ ہمارا سونا جاگنا کھانا پینا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا محبت اور نفرت کے جذبات کی بنیادی ایک خیال ہے۔۔۔ خیالات میں اطلاع پہنانے سے ہی جذبات واحساسات بنتے ہیں خیالات کی کارگزاری جب تک قائم رہتی ہے دنیا میں ناپ تول، غم و آلام کوچہ و بازار کی زیبائش، دنیا کی دلچسپیاں موجود رہتی ہیں اور جب خیالات میں اطلاع پہنچانے والی ایجنسی بکھر جاتی ہے تو ہر چیز خاک ہو جاتی ہے اور یہ پتہ چل جاتا ہے کہ دنیا کی ہر رونق محض ایک اطلاع ہے۔۔۔۔ایک ایسی اطلاع، ایک ایسی خبر جو محض عارضی ہے۔[67]

[67] روحانی ڈائجسٹ: دسمبر 84 نومبر 2002

www.ksars.org

ہر چیز خیالات کی ہے پیمائش

ہر چیز خیالات کی ہے پیمائش
ہیں نام کی دنیا میں غم و آسائش

تبدیل ہوئی جو خاک گورستاں میں

سب کوچہ و بازار کی تھی زیبائش

مزید تشریح! انسانی نگاہ کے سامنے جتنے مناظر ہیں وہ شعور کی بنائی ہوئی مختلف تصویریں ہیں۔ یہ تذکرہ ہو چکا ہے کہ دیکھنے کی یہ طرز مفروضہ ہے۔اس لئے اس کے مشاہدات اور تجربات بھی مفروضہ ہیں، دیکھا جاتا ہے کہ ایک ہی چیز ایک آدمی کے لئے خوشی اور دوسرے کے لئے غم کا باعث ہوتی ہے۔ایک چیز کے بارے میں مختلف لوگوں کی سیکڑوں مختلف آراء ہوتی ہیں حالاں کہ حقیقت ایک اور صرف ایک ہو سکتی ہے۔عام مشاہدہ ہے کہ ہماری نگاہ کے سامنے مظاہر میں ہر وقت تغیر ہوتا رہتا ہے، آبادی ویرانہ میں اور ویرانہ آبادی میں بدل جاتا ہے۔ یہ متغیر دنیا کس طرح حقیقی ہے جبکہ حقیقت میں تغیر نہیں ہوتا۔[68]

---

[68] روحانی ڈائجسٹ فروری 82، مارچ 2004

تذکرہ قلندر بابا اولیاءؒ ص:148

www.ksars.org

ہر ذرہ ہے اک خاص نمو کا پابند

ہر ذرہ ہے اک خاص نمو کا پابند

سبزہ و صنوبر ہو کہ ہو سرو بلند

انسان کی مٹی کے ہر اک ذرہ سے

جب ملتا ہے موقع تو نکلتے ہیں پرند

تشریح! یہ سبزہ زار، ہری ہری گھاس، صنوبر کا درخت ہو، کہ سرو بلند، سب کی پیدائش سب کی نمو مٹی سے قائم ہے اے انسان! کبھی تو نے سوچا ہے کہ مٹی کے کون سے ذرات ہیں جن سے یہ سرد و سمن، کوہ دمن، چرند پرند نشو و نما پا رہے ہیں۔ انسان کو جب مٹی میں دفن کیا جاتا ہے تو وہ مٹی کے ذرات میں تبدیل ہو جاتا ہے اور احسن تقویم کے ذرات سے کبھی درخت اگ آتے ہیں۔ کبھی یہ ذرات ہری بھری گھاس میں ظاہر ہو جاتے ہیں اور کبھی ان ذرات کے یکجا ہونے سے پرندے تشکیل پاتے ہیں اور اس جیتی جاگتی دنیا میں اڑان شروع کر دیتے ہیں۔ یہ کیسی حرماں نصیبی ہے کہ انسان کی مٹی کے ذرات سے تشکیل پانے والے پرندے تو فضاؤں میں اڑتے ہیں اور انسان بے بسی سے انہیں دیکھتا ہے اور دو گز بھی زمین سے اوپر نہیں اڑ سکتا۔[69]

www.ksars.org

[69] روحانی ڈائجسٹ: جون 84

ہر ذرہ ہے اک خاص نمو کا پابند

ہر ذرہ ہے اک خاص نمو کا پابند

سبزہ و صنوبر ہو کہ ہو سرو بلند

انسان کی مٹی کے ہر اک ذرہ سے

جب ملتا ہے موقع تو نکلتے ہیں پرند

مزید تشریح! اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ ہم نے مقداروں سے تخلیق کی ہے، ہر تخلیق میں معین مقداریں کام کررہی ہیں، جو ہر نوع کو دوسری نوع سے اور ہر فرد کو دوسرے فرد سے ممتاز کر دیتی ہیں۔ مٹی کے ذرات ایک ہی ہیں لیکن ان ذرات کی مقداروں میں ردوبدل سے طرح طرح کی تخلیق وجود میں آرہی ہے۔ مٹی کے یہ ذرات کہیں سرو وسمن، کہیں کوہ ودمن، اور کہیں خوش الحان پرند بن جاتے ہیں، اور جب بظاہر مٹی کے یہ بے جان ذرات زندگی کو اپناتے ہیں تو رنگ رنگ کائنات میں بکھر جاتے ہیں اور ان ہی رنگوں سے جیتی جاگتی ایک دنیا عالم وجود میں آجاتی ہے۔[70]

[70] روحانی ڈائجسٹ: دسمبر 83

www.ksars.org

یہ بات مگر بھول گیاہے ساغر

یہ بات مگر بھول گیاہے ساغر
انسان کی مٹی سے بناہے ساغر
سو بار بناہے بن کے ٹوٹاہے عظیم
کتنی ہی شکستوں کی صداہے ساغر

تشریح! یہ ساغر ومینا، یہ انسان یہ خوش نواپرندیہ سیمیں بدن مورتیں ہمیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں، اے آدم زاد! تو کیوں خوش خود فراموشی کے جال میں گرفتار ہے؟ یہ سب مٹی ہے جو ٹوٹ کر، بکھر کر، ریزہ ریزہ ہو کر نئے روپ میں جلوہ گر ہو رہی ہے۔ تو کیوں مٹی کے سامنے شکست خوردہ نہیں ہوجاتا۔ اس شکست میں تیرے لیے سعادت ہے کی تو کبر و نخوت سے بچ جائے گا۔[71]

[71] روحانی ڈائجسٹ: اپریل 83
تذکرہ قلندر باباؒاولیاء: صفحہ ۱۴۰

www.ksars.org

یہ بات مگر بھول گیا ہے ساغر

یہ بات مگر بھول گیا ہے ساغر

انسان کی مٹی سے بنا ہے ساغر

سو بار بنا ہے بن کے ٹوٹا ہے عظیم

کتنی ہی شکستوں کی صدا ہے ساغر

مزید تشریح! مندرجہ بالا رباعی بھی قلندر باباؒ اولیاء کی بیشتر رباعیات کی طرح دنیا کی عارضی اور مفروضہ ہو ہونے کے بیان پر مشتمل ہے، اس میں باباصاحب منفرد انداز بیان لیے ہوئے فرماتے ہیں کہ تخلیق کا جو طریقہ یا(procedure) ہے وہ تمام مخلوقات کے لئے یکساں ہے. ہر تخلیق بظاہر مٹی کی بدلی ہوئی شکل ہے اس لحاظ سے تخلیق کا طریقہ ہر جاندار کے لیے یکساں ہے. خواہ وہ انسان ہو یا مٹی کا بے حقیقت ذرہ۔ واضح رہے کہ روحانیت میں ہر چیز جاندار شمار ہوتی ہے اور بھول بھی ہر مخلوق کا خاصہ ہے۔

اول الانسان اول النسیان

اس طرح کی رباعیات یا جو بے ثباتی دنیا کے مضمون پر مشتمل ہیں، باباصاحب کی رباعیات میں بہ تکرار ملتی ہیں، ان سے بابا صاحب کا مطمع نظر ظاہر ہوتا ہے کہ ہر تخلیق اپنی اصل سے گریزاں ہے حالانکہ اسے بالآخر اسی سمت رجوع کرنا ہے۔

صعود کے یہ مدارج مٹی سے شروع ہو کر مٹی کی اصل یعنی روشنی تک پہنچتے ہیں اور یہ روشنی اللہ تعالی کے نور کا عکس ہے۔ رہ گئی مٹی تو یہ روشنی کے اشارے پر ہر وقت شکست وریخت کی منزل سے گزرتی رہتی ہے۔ اور نئی نئی تخلیقات میں منقلب ہوتی رہتی ہے یہ تو بجائے خود شکستگی اور فنا کی آئینہ دار ہے۔ ہر مظہر زبان حال سے فنا کی لا متناہی داستان سنا رہا ہے۔ انسان کو جو مٹی کی عارضی شکل کو اصل سمجھ رہا ہے اس صورتحال سے نصیحت حاصل کرنی چاہیے۔[72]

[72] روحانی ڈائجسٹ: نومبر 83

www.ksars.org

یہ بات مگر بھول گیا ہے ساغر

یہ بات مگر بھول گیا ہے ساغر

انسان کی مٹی سے بنا ہے ساغر

سو بار بنا ہے بن کے ٹوٹا ہے عظیم

کتنی ہی شکستوں کی صدا ہے ساغر

مزید تشریح! اس رباعی میں لفظ "مگر" شاید کا ہم معنی ہے، مصرع اول کی نثر یوں ہے: "شاید ساغر یہ بات بھول گیا" یہاں شاید کا مفہوم ایک لطیف پیرائے میں تجاہل عارفانہ اور شان بے نیازی کا آئینہ دار ہے، حضور قلندر بابا نے ساغر کے استعارہ میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جب کسی شے کو کسی دوسری شے کی بنیاد پر فروغ اور عروج حاصل ہوتا ہے تو وہ اپنی بنیادی حقیقت سے بے اعتنائی برتنے لگتی ہے، اور اپنی موجودہ پوزیشن کو اپنی ہی کوششوں اور صلاحیت کا ثمرہ قرار دیتی ہے تا کی اصل حقیقت پر پردہ پڑا رہے اور اس کا بھرم قائم رہے۔ ساغریوں تو اپنی اصل میں مٹی کا تودہ ہے مگر جب اس مٹی میں انسان کا خمیر شامل ہو گیا تو اس کی فطرت میں نکھار آ گیا اور اس میں بند شراب لذت و مستی میں دوچند ہو گئی مگر کیف و سرخوشی کے عالم کو جو اول میخانہ پر طاری ہے۔ ساغر نے اسے اپنا ہی کمال اور اعجاز سمجھ لیا اور انسان کی عظمت کو فراموش کر دیا جس کی مٹی کی شکست وریخت کے طفیل وہ عالم وجود میں آیا۔ اس ساغر کو وجود میں لانے کے لئے انسان نے اپنا وجود حوادث و آلام کے حوالے کر دیا۔

انسان کی تخلیق کا مرکز اور نقطہ کمال اس کا دل ہے. جو مرجع اضطراب و آلام بھی ہے اور اس کی خوشیوں اور شادمانیوں کا سرچشمہ بھی یہی دل ہے جو ٹوٹتا اور بنتار ہتا ہے۔ اور اسی شکست ریخت سے اس کا جوہر نکھر جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا آئینہ ہے جس میں عالم رنگ و بو کی عکس ریزی اس کی قیمت کو بڑھا دیتی ہے اور یہی وہ آئینہ ہے جس کی ٹوٹ پھوٹ کمال آئینہ سازی کو للکارتی ہے کہ وہ اپنے فن کا مظاہرہ کر کے اس کی بقاء کا سامان کرے کرے علامہ اقبال نے اسی حقیقت کو یوں پیش کیا ہے

نہ بچا بچا کے تو رکھ اسے تیرا آئینہ وہ ہے آئینہ — جو شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

یہی آئینہ گر کر ساغر بنتا ہے غالب نے تو اسے اپنے مکمل وجود ہی کو شکست کی صدا اقرار دے دیا ہے

نہ گل نغمہ ہوں نہ پردہ ساز — میں ہوں اپنی شکست کی آواز

اب آپ اس خوبصورت اور بظاہر سادہ رباعی کو جس انداز میں چاہیں مطالعہ کر سکتے ہیں اس میں فلسفہ اخلاق کے ضمن میں تشکر وہ احسان مندی اور اپنی اصل پر غور و فکر کا پہلو بھی ملے گا اور رندی و خراباتی کی فضا میں سرخوشی اور مستی کی کیفیت بھی حاصل ہو گی۔[73]

---

[73] روحانی ڈائجسٹ: اپریل ۲۰۰۴

www.ksars.org

یہ بود و نبود کیا ہے کس کو معلوم

یہ بود و نبود کیا ہے کس کو معلوم

افلاک کی جو ادا ہے کس کو معلوم

سب راز ہیں کہکشاں کی گردش کے عظیم

خورشید میں کیا چھپا ہے کس کو معلوم

تشریح: کہکشاں کی گردش کا راز اس وقت کھلتا ہے جب قلندر شعور ہماری راہنمائی کرتا ہے، جس کی راہنمائی میں ہم کائناتی تخلیقی فارمولوں کے تحت اپنے اندر ہر قسم کی غیر مرئیInvisible صلاحیتوں کو اپنے ارادے اور اختیار سے متحرک کر سکتے ہیں۔ایک آدمی جب اپنے اندر دور کرنے والی بجلی یا نسمہAura سے واقف ہو جاتا ہے تو بجلی کے بہاؤ کو روک بھی سکتا ہے، اور اپنے اندر زیادہ سے زیادہ وولٹیج کا ذخیرہ بھی کر سکتا ہے، الیکٹریسٹی کے ذخیرے کے بعد اس کے اندر ایسی سکت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے ارادے اور اختیار سے آسمان اور زمین کے کناروں سے باہر نکل جاتا ہے۔اس کی آنکھوں کے سامنے اپنی زمین کی طرح کہکشاں میں بے شمار زمینیں آجاتی ہیں، جس طرح وہ اپنی زمین پر آباد اللہ کی مخلوق کو دیکھتا ہے اسی طرح کھربوں دنیا کا بھی مشاہدہ کرتا ہے جس طرح ایک فلم سیکڑوں ہزاروں اسکرین پر دیکھی جاسکتی ہے اسی طرح اسی طرح کائنات کی تمثیل لوح محفوظ سے ڈسپلےDisplay ہو رہی ہے کائنات میں موجود ہر زمین ایک اسکرین ہے۔لاشعور بیدار ہو جاتا ہے تو یہ ساری کائنات ایک فلم اور کائنات میں کھربوں زمینیں اسکرینیں نظر آتی ہیں، جو کچھ زمین پر ہو رہا ہے بالکل اسی طرح کائنات میں موجود دوسری تمام زمینوں پر بھی یہ نظام جاری و ساری ہے۔[74]

[74] روحانی ڈائجسٹ: اکتوبر ۰۳

www.ksars.org

یہ جانتی ہے کیوں ہیں فرشتے روپوش

یہ جانتی ہے کیوں ہیں فرشتے روپوش

یہ جانتی ہے کیاہے فرشتوں کاہوش

یہ جانتی ہے ضرور قدرت کاراز

سوسن ہے زباں دراز پھر ہے خاموش

تشریح! انسان کے اندر دودماغ کام کرتے ہیں ایک دماغ میں ایسے خانے ہیں جن میں ظاہر آنکھوں سے نظر آنے والی چیزوں کا ریکارڈ رہتا ہے اور یہ ریکارڈ ساری زندگی میں لمحہ لمحہ اقسیم ہوتا رہتا ہے، ریکارڈ کی یہ تقسیم ہی واہمہ، خیال، تصور اور احساس بن جاتی ہے، دوسرے دماغ میں ایسے خانے ہیں جن میں ایسا کائناتی ریکارڈ موجود ہے جو ظاہر آنکھوں سے نظر نہیں آتا، جب کوئی بندہ اپنے ارادہ اور اختیار سے توفیق طلب کرکے اللہ کے رازوں سے واقف ہوجاتا ہے تو غیب کی دنیا میں بسنے والی مخلوق اس کی آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے اور وہ یہ جان لیتا ہے کہ غیب کی دنیا کے مکین کس قسم کے حواس میں زندگی بسر کررہے ہیں۔ مگر باوجود اتنا عظیم علم ہونے کے وہ کچھ بول نہیں سکتا، کچھ کہہ نہیں سکتا، اس لئے کی ظاہری آنکھوں والے اور مادی دنیا کو مقصد بنانے والے لوگوں کے شعور میں اتنی سکت ہی نہیں ہے کہ وہ اسرار و رموز کی طاقت کو برداشت کرسکے۔۔۔۔۔۔ حضور قلندر باباولیاء نے عارف باللہ کو سوسن سے تشبیہ دی ہے۔[75]

[75] روحانی ڈائجسٹ: جنوری 85، ستمبر 2003

www.ksars.org

یہ ریت کی دنیا ہے عجب افسانہ

یہ ریت کی دنیا ہے عجب افسانہ

بت ریت کے ہیں ریت کا ہے بت خانہ

گھنٹے کی صدا ریت کے اندر گم ہے

گویا کہ ہوئی صدا بھی اک ویرانہ ہے

تشریح! جب کسی انسان کے اندر تفکر کا پیٹرن بن جاتا ہے تو اس کے ہر عمل میں گہرائی پیدا ہو جاتی ہے ایک عام آدمی ریت پر سے گزرتا ہوا چلا جاتا ہے لیکن جس آدمی کے اندر تفکر ہوتا ہے وہ ریت کے اندر چمکدار ذرات پر غور کرتا ہے اور ریت کی یہ روپہلی چمک اسے اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ انسان کی طرح ریت کا ذرہ بھی جاندار ہے، پر کشش ہے، اور انسان سے کچھ کہنا چاہتا ہے، ریت کے یہ سارے ذرات اپنی چمک دمک سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہماری بھی ایک دنیا ہے اور یہ دنیا بھی انسان کی دنیا کی طرح ایک افسانہ ہے۔ ریت کے ذرے بولتے ہیں ہم فنا کے مراحل میں ہیں، ایک وقت تھا بہت بلند اور ارفع واعلی سرسبز و شاداب پہاڑوں پر ہمارا حجم منوں اور ٹنوں کے حساب سے تھا، وہاں سے ایک ذرہ جو کئی ہزار ٹن وزنی تھا، اپنے قبیلے سے، اپنے ماحول سے، اپنی جنم دھرتی سے الگ ہوا اور پانی کے طوفانی ریلوں نے اسے وہاں سے لڑھکا دیا۔ وہاں سے لڑھکتے لڑھکتے، ٹوٹتے ٹوٹتے، ریزہ ریزہ ہوتے ہوتے ہزاروں میل کی صعوبتیں برداشت کر کے سمندر میں آ گرا۔

اے انسان! تو جو ریت کا ایک ذرہ دیکھ رہا ہے، یہ دراصل اپنی اصل میں ایک پہاڑ ہے، جو ٹوٹ کر بکھر بکھر کر ریت کے ذرات میں تبدیل ہو گیا، یہ ریت کیا ہے؟ مٹی ہے۔ یہی وہ مٹی ہے جو کبھی پہاڑ بن جاتی ہے، یہی وہ مٹی ہے جو کبھی چٹان بن جاتی ہے، یہی وہ مٹی ہے جو کبھی محراب و ممبر اور بت خانہ بن جاتی ہے، جب بت، بت خانہ اور محراب و ممبر ٹوٹ کر بکھرتے ہیں تو ریت کے ذرات میں تبدیل ہو جاتے ہیں، گھنٹے کی صدا ہو، ناقوس کی آواز ہو یا آدم کی اذان ہو، سب ریت کے ایک گھروندے پر قائم ہیں، ریت کے گھروندے میں کوئی ہستی چھپی ہوئی بیٹھی ہے، ہستی کا ادراک ہو جائے تو دنیا ہے، ہستی کا ادراک نہ ہو تو ہر چیز ریت کے اندر گم ہے، گویا گھنٹے کی صدا بت، بت خانہ سب ویرانہ ہے۔[76]

www.ksars.org

[76] روحانی ڈائجسٹ: جولائی 2002

یہ طاق اور ٹوٹے ہوئے در و دیوار

یہ طاق اور ٹوٹے ہوئے در و دیوار

ذروں میں نظر آتے ہیں سارے آثار

ذروں میں گرم شاعروں کی محفل

ذروں میں ہیں بند شاعروں کے اشعار

تشریح! حضور قلندر بابااولیاء کی یہ رباعی انتہائی فکر انگیز اور منفرد تصورات واحساسات کی حامل ہے، آپ کے نزدیک دنیااور دنیا کی رونق بے ثباتی میں بھی وجود بقا کا پہلو رکھتی ہے اور یہی منفرد فکر اور کمالات انسانی کی لافنائیت کا یہی تصور آپ کی ذات اور آپ کے احساسات کو عام ذہنوں اور عام تصورات سے بلند و بالا رکھتا ہے۔

عظیم الشان محلات اور عیش گاہوں کے اجڑے ہوئے طاق اور ٹوٹے ہوئے در و دیوار سر سری نگاہ سے دیکھنے والوں کے لیے محض روز مرہ کی داستان دہراتے ہیں، کہ دنیا کی ہر شے فانی، ہر شے کی تعمیر میں تخریب اور ہر کمال کا مقدر زوال ہے، اس سے زیادہ نہ یہ نگاہیں دیکھ سکتی ہیں اور نہ ایسے ذہن اس سے ماوراء کوئی اور تصور قائم کر سکتے ہیں، مگر شاعر (حضور قلندر بابا اولیاءؒ، شاعر کو فطرت کا مزاج شناس سمجھتے ہیں) کے نزدیک یہ تخریب و زوال کا عمل محض عبرت کی داستان ہی نہیں بلکہ اس کے تخلیقی ذہن اور گہرائیوں میں حقیقت تلاش کرنے والی نگاہوں کے سامنے ان محلات اور عیش گاہوں کے ٹوٹے ہوئے طاق اور در و دیوار کے ذروں میں وہ عظیم الشان عمارتیں ایک بار پھر پوری آب وتاب سے مکمل اور منور نظر آتی ہیں جن سے شاعر کی حسین یادیں وابستہ ہیں۔ اس بے ثباتی اور ٹوٹ پھوٹ کے عمل میں شاعر ان مقامات کی تصویر بھی دیکھتا ہے جن میں چند لمحے گزار کر یا جن محفلوں میں شریک ہو کر اس نے روداد اول بیان کی تھی۔ اور جن اشعار نے اس کی زندگی میں ہی قبولیت عام حاصل کر لی تھی۔ اب اگرچہ وہ در و دیوار وہ محفلیں اپنی خوبیاں اور رعنائیاں کھو کر داستان پارینہ بن گئی ہیں، مگر شاعر کا کلام اور ان محفلوں کی یاد، ابھی تک محفوظ ہیں، اس کی گواہی بھی اس در و دیوار کے ذرے ذرے دے رہے، ہیں امتدادِ زمانہ سے مٹی کا ڈھیر مٹی میں مل گیا، مگر روداد اول جو مادیت اور زمان و مکان سے ماوراء ہے ابھی تک ان ذرات کے دل کی دھڑکن بنی ہوئی ہے۔

ہر گز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما[77]

---

[77] روحانی ڈائجسٹ: ستمبر ۸۳، جون ۰۲

www.ksars.org

حسن اخری سید محمد عظیم برخیاالمعروف حضور قلندر باباولیاءؒ (تعارف)

مادی کائنات غائب اور مخفی بساط پر قائم ہے غیب میں نظر دیکھتی ہے کہ ناسوتی دنیااور لاکھوں دنیائیں ایک بھان متی ہیں ہے، یہاں کوئی باپ ہے اور کوئی ماں ہے، کوئی بچہ ہے، کوئی استاد ہے، کوئی شاگرد ہے، کوئی دوست ہے، کوئی دشمن ہے، کوئی گنہگار ہے کوئی پاکباز ہے، دراصل یہ سب اسٹیج پر کام کرنے والے کرداروں کے مختلف روپ ہیں، جب ایک کردار یاسب کردارا سٹیج سے اتر جاتے ہیں، سب ایک ہو جاتے ہیں اوران کے اوپر سے دوری کا طلسم ٹوٹ جاتاہے یہ ایک راز ہے جس کی پردہ کشائی انبیاء کے وارث اولیاءاللہ کرتے ہیں انہیں میں سے ایک برگزیدہ ہستی حضور قلندر باباولیاءہیں۔

حامل علم لدنی، ابدال حق، صدرالصدور مرد حق آگاہ، رہنمائے معرفت، فخر اولیاء، عارف حق، مرد قلندر، وارث علوم الانبیاء، روحانی ڈائجسٹ کے روح رواں، امام سلسلہ عالیہ عظیمیہ، حسن اخری سید محمد عظیم برخیاالمعروف حضور قلندر باباولیاءؒ، صرف ایک نام نہیں بلکہ ایک طرز فکر ہیں جو نورانسانی کے لیے راہنمائی کا روشن مینار ہیں، آپ نے نوع انسانی کو قرآن میں تفکر اور توحید باری تعالیٰ پر اتحاد کی دعوت نہایت عالمانہ لیکن موجودہ دور کے لئے عام فہم اور سائنسی انداز میں دی ہے۔ آپ نے فیضان نبوت کی مشعل معرفت کو اس طرح سے تھاما، کہ اس کی ضیائے تابناک سے تمام عالم منور ہو گیا۔

مرشد کریم حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی آپ کے بارے میں فرماتے ہیں:

> "میں نے اس عظیم بندے کے چودہ سال شب وروز دیکھے ہیں، ذہنی جسمانی اور روحانی معمولات میرے سامنے ہیں۔ میں نے اس عظیم بندے کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے میں نے عظیم بندے کے من مندر میں اللہ کو دیکھا ہے۔ میں نے اس عظیم بندے کے نقطہ وحدانی میں کائنات اور کائنات کے اندر موجوداربوں کھربوں سنکھوں مخلوق کوڈوریوں میں بندھے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ کائنات کی حرکت اس عظیم بندے کی ذہنی حالت پر قائم ہے اس لئے کہ یہ اللہ کا خلیفہ ہے۔ میں نے اس کی اس بندے کی زبان سے اللہ کو بولتے سنا ہے۔"

قلندر باباولیاء جیسی ہستیاں صرف کسی ایک قوم کے لئے نہیں۔۔۔ پوری نوع انسانی کا سرمایہ ہوتی ہیں، ایسے لوگوں کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی لوگ ان کی تعلیمات سے فیض یاب ہو کر اللہ کا عرفان حاصل کر لیتے ہیں۔ اسی بات کو مرشد کریم حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی نے کتاب "تذکرہ قلندر باباولیاءؒ" کے پیش لفظ میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ!

www.ksars.org

"نورانی لوگوں کی باتیں بھی روشن اور منور ہوتی ہیں۔ زندگی میں ان کے ساتھ ایک لمحے کا تقرب سو سالہ اطاعت بے ریا سے افضل ہے اور عالم قدس چلے جانے کے بعد ان کی یاد ہزار سالہ طاعت بے ریا سے اعلیٰ اور افضل ہے کہ ایسے مقرب بارگاہ بندوں کے تذکرے سے آدمی کا انگ انگ اللہ تعالی کی قربت کے تصور سے رنگین ہو جاتا ہے۔"

آپ کی زندگی کے حالات وواقعات، کشف و کرامات اسرار و رموز کی خوشبو سے معطر ملفوظات وارشادات پر اب تک بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن آپ کی ذات مبارکہ الفاظ کے محور میں نہ سما سکی، مرشد کریم فرماتے ہیں!

"ہمارے لئے اس عظیم بندے کی شخصیت اور تعلیمات کو سمجھنے کی کوشش بھی کچھ کم اہمیت نہیں رکھتی درحقیقت ان کوششوں سے خود ہماری اپنی شخصیت ایک نئی جہت اور کائناتی علم کے حوالے سے تفہیم و آگہی کی نئی راہوں سے روشناس ہوتی ہے۔ قلندر بابا اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور تعلیمات میں تفکر خود اپنی شخصیت کو جلا بخشتا ہے۔ بڑے لوگوں کی عظمت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ان کی ذات دوسروں کو نہ صرف راہ نمائی عطا کرتی ہے بلکہ ان کی تعلیمات دکھوں اور پریشانیوں کا مداوا ہوتی ہیں۔"

زیر نظر سوانح حیات حضور قلندر بابا اولیاء رحمۃ اللہ علیہ بھی سلسلے کی ایک کڑی ہے اس بات سے متعلق کہ ایسے مقرب بارگاہ بندے کا تذکرہ کیا جائے جس سے آدمی جس آدمی کا انگ انگ اللہ تعالی کی قربت کے تصور رنگین ہو جائے اور اسی کی تعلیمات دکھوں اور پریشانیوں کا مداوا بن جائیں۔

www.ksars.org

مختصر سوانح حیات حضور قلندر بابااولیاء

تحریر و تحقیق یاسر ذیشان عظیمی

بحوالہ روحانی ڈائجسٹ قلندر باباولیانمبر جنوری 2000 صفحہ 261تا272

یہ تمام تواریخ انتہائی احتیاط سے مرتب کی گئی ہیں اور اس سلسلہ میں حتی المقدور کوشش کی گئی ہے کہ ان تواریخ سے متعلق باقاعدہ مکمل ریکارڈ بھی حاصل کیا جائے۔ لیکن کچھ اہم ریکارڈ کی عدم دست یابی کی بناء پر قریب ترین عرصہ کا اندراج کیا گیا ہے۔ لہذا یہ امر لازم ہے کہ کسی واقعہ سے متعلق تاریخ میں اختلاف ہو۔ تاہم اس صورت میں یہ اختلاف معمولی اور قابل نظر انداز ہی ہو گا۔

۱۸۹۸	ولادت:	بمقام قصبہ خورد ضلع بلند شہر صوبہ یوپی بھارت
۱۹۰۲	ابتدائی تعلیم	قصبہ خواجہ کے مکتب میں داخلہ لیا
۱۹۱۲	میٹرک	ہائی اسکول بلند شہر سے کیا
۱۹۱۳	انٹر میڈیٹ	علی گڑھ یونیورسٹی میں داخلہ لیا
۱۹۱۳۔۱۴	ابتدائی تربیت	علی گڑھ قیام کے دوران دوراندیشی کی طرف میلان بڑھ گیا۔ زیادہ وقت قبرستان کے پاس مولانا کابلی کے حجرے میں گزارتے رات تشریف لے جاتے تو صبح سے واپس آتے۔
۱۹۱۴ سے ۱۹۱۵		تاج الاولیاء باباتاج الدین ناگپوری کے پاس حاضری
۱۹۱۴ سے ۱۹۲۲		تاج الاولیاء باباتاج الدین ناگپوری کے پاس 9سال تک قیام باباتاج الدین نے روحانی تربیت فرمائی
۱۹۲۲ قبل از	والدہ کی وفات	زمانہ تربیت میں ہی حضور قلندر بابااولیاء کی والدہ ماجدہ سعیدہ بی بی چار بیٹیوں اور دو بیٹوں کو چھوڑ کر عالم بقامیں چلی گئیں، ایک ہمیشرہ کے علاوہ سارے بچے حضور قلندر بابااولیاء سے چھوٹے تھے، کوئی بھی باشعور نہ تھا، آپ بہن بھائیوں کی تربیت کے لیے کمربستہ ہوگئے۔
۱۹۲۳-۲۴	شادی اور دہلی میں قیام	باباتاج الدین کے ارشاد کے مطابق آپ کی شادی دہلی میں ان کے عقیدت مند کی صاحبزادی سے ہوگئی، شادی کے بعد دہلی میں قیام پذیر ہوگئے۔

www.ksars.org

۱۹۲۵	صحافت شاعری	دہلی میں قیام کے دوران میں رسائل و جرائد کی صحافت اور شعرا کے دواوین کی اصلاح اور تربیت کا کام کرتے رہے۔ دن کو صوفی منش لوگ آتے، اور تصوف کی محفلیں ہوتیں، جب کہ رات کو شاعر ادیب اور اہل ذوق حضرات آپ سے فیض یاب ہوتے۔
۱۷ اگست ۱۹۲۵		تاج الاولیاء بابا تاج الدین ناگپوری وصال فرما گئے۔
۱۹۲۶	ناگ پور کو چھوڑ دیا	وصال سے قبل بابا تاج الدین نے فرمایا تھا کہ میرے بعد یہاں قیام نہ کرنا چناں چہ نانا صاحب کے وصال کے بعد ناگپور آنا ترک کر دیا۔
:۱۹۳۶	پہلی ملازمت	برطانوی ہندوستانی فوج میں ایک سال ملازمت کی
۱۹۳۷	برما روانگی	فوجی ملازمت کے دوران برما روانگی اور زخمی ہونے پر اسپتال داخل
۱۹۳۷	بڑے صاحبزادے	محترم آفتاب (مرحوم) کی ولادت ہوئی
۱۹۴۲	شاعری	اگرچہ قیام دہلی سے شعراء کے دیوانوں کے اصلاح کیا کرتے تھے تاہم دستیاب ریکارڈ کے مطابق 5 دسمبر 1942 کو "زار نزار" میں آپ کی غزل **"میرا سفر رہی میرا کاشانہ ہے"** شائع ہوئی۔
۴ جولائی ۱۹۴۷	اعلان پاکستان	تقسیم سے قبل ہی بذریعہ خط اظہار خوشی اور مبارک باد
:۱۹۴۷	پاکستان تشریف آوری	مہاجرین کے ساتھ پاکستان آئے
۱۹۴۸ اوائل	ابتدائی رہائش	کراچی میں لی مارکیٹ کے محلہ عثمان آباد میں رہائش
۹۴۸ ابتدائی وسط	باقاعدہ روزگار کا آغاز	پاکستان آکر روزگار کے سلسلہ میں کراچی کے لارنس روڈ کی فٹ پاتھ پر بجلی کے فیوز لگانے کا کام کیا۔
۱۹۴۸ اختتام تا وسط ۱۹۵۱	باقاعدہ ملازمت کا آغاز	ڈان اخبار میں دو سال تک ملازمت کی سب ایڈیٹر کے عہدے پر فائز ہوئے
۱۹۵۰	درون خانہ	بڑی صاحبزادی کی شادی کی جمیل صاحب سے ہوئی
۱۹۵۰	پیر اور مرشد کی پہلی ملاقات	خواجہ شمس الدین عظیمی اور حضور قلندر بابا اولیاء کی پہلی ملاقات اردو ڈان

www.ksars.org

کے دفتر میں ہوئی حضور قلندر بابا اولیاء نے اس موقع پر آپ کو کھانے کے لیے پان دیا۔

۱۹۵۳	دوسری ملاقات	خواجہ شمس الدین عظیمی اور حضور قلندر بابا اولیاء کی دوسری اور اہم ترین ملاقات اس ملاقات کے بارے میں خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں اور ہم دونوں ایک دوسرے کے ہو گئے
۱۹۵۴ قبل از	نظام تکوین؛	تکوینی نظام میں انتظامی ذمہ داری کا آغاز ہو چکا تھا
۱۹۵۴ وسط تک	تکوینی ملاقات	حضرت بو علی شاہ قلندر اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی آمد اہم تک تکوینی ملاقات
۱۹۵۴	دوسری ملازمت	رسالہ نقاد میں کام
۱۹۵۶	باقاعدہ بیعت	حضرت ابوالفیض قلندر علی سہروردی کے ہاتھ پر
۱۹۵۶	تفصیلات بیعت	حضرت ابوالفیض قلندر علی سہروردی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت ابوالفیض قلندر علی سہروردی نے ت سخت سردیوں میں گرانڈ ہوٹل کراچی میں رات تین بجے بلایا حضور قلندر بابا اولیاء رات ٹھیک دو بجے ہوٹل کی سیڑھیوں پر جا کر بیٹھ گئے۔ تین بجے حضرت ابوالفیض قلندر علی سہروردی نے دروازہ کھولا، اندر بلایا اور سامنے بٹھا کر حضور بابا صاحب کی پیشانی مبارک پر تین پھونکیں ماریں۔ پہلی پھونک میں عالم ارواح منکشف ہو گی۔ ادوسری پھونک میں عالم ملکوت و جبروت سامنے آگیا۔ تیسری پھونک میں حضور بابا صاحب نے عرش معلیٰ کا مشاہدہ کیا۔ اس کے **بعد حضرت ابوالفیض علی قلندر علی سہروردی نے قطب ارشاد کی تعلیمات تین ہفتوں میں پوری کر کے خلافت عطا فرمائی۔**
۱۹۵۷ قبل از	ناظم آباد میں سکونت	1/7 1D ناظم آباد میں مستقل سکونت اختیار کرلی
۱۹۵۷	لوح و قلم	لوح و قلم کا مسودہ خواجہ شمس الدین سے لکھوانا شروع کیا۔
۱۹۵۸	دربار رسالت آب ﷺ	دربار رسالت آب صلی اللہ وسلم میں حاضری کا آغاز ہو چکا تھا
۱۹۵۹	لوح و قلم	قلم کا مسودہ مکمل ہو گیا۔
۱۹۵۹	نام کی مقبولیت	زبان خلق پر حضور بھائی صاحب کے نام سے مقبولیت حاصل کی
۱۹۶۰	خانوادہ	۹ روحانی سلاسل کا خانوادہ بن کر مکمل ہو چکا تھا۔
۱۹۶۰	سلسلہ عالیہ عظیمیہ کا قیام	دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے سلسلہ عظیمیہ کے قیام کی منظوری حاصل کی

www.ksars.org

۱۹۶۴ تکوینی مصروفیات تکوینی نظام میں بہت زیادہ مصروفیات بڑھ گئیں۔

۱۴اپریل ۱۹۶۴ء بڑے صاحبزادے کی وفات آفتاب احمد گاڑی کے حادثے میں وفات ہو گئے گئے

۱۹۶۵ قبل از خواجہ صاحب خواجہ صاحب کے ہاں تشریف آوری کا آغاز ہو چکا تھا

۱۹۶۷ قبل از خانوادہ 11 روحانی سلاسل کا خانوادبننا مکمل ہو گیا

۱۹۷۰ بعد از عظیمیہ فاؤنڈیشن کا قیام عظیمیہ ٹرسٹ فاؤنڈیشن کا قیام آپ کی حیات میں ہی ہو چکا تھا

۱۹۷۷ بیماری کا آغاز آپ کی صحت خراب ہونا شروع ہو گئی

۱۹۷۸ بیماری میں اضافہ بیماری نے طول پکڑنا شروع کر دیا علاج معالجہ سے بھی فرق نہ پڑا

۱۹۷۸ بعد از وسط صحت کی شدید کمزوری بیماری کے باعث صحت بہت کمزور ہو گئی حتی کہ زیادہ وقت لیٹے ہی رہتے آخری دنوں میں خرابی صحت کے باعث ملنے بھی تک ملنے میں بھی تکلیف پیش آنے لگی

یکم دسمبر ۱۹۷۸ روحانی ڈائجسٹ کا اجرا روحانی ڈائجسٹ کا پہلا شمارہ آپ کی زیر سرپرستی میں چھپا.

۱۹۷۸ اللہ سے درخواست جب بیماری سے بڑھ گئی اور کوئی علاج و معالجہ بھی کارگر ثابت نہ ہوا تو آپ کے قریبی عقیدت مند سراج صاحب نے آپ کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ اس بیماری کو روحانی قوتوں سے ختم فرمائیں۔

اس پر باباصاحب نے فرمایا:

"میں نے اللہ تعالی سے درخواست کی تھی کہ اللہ تعالی نے مجھے یہ ہدایت کی ہے کہ میں عوام کی طرح دنیا میں رہوں، اور عوام کی طرح علاج کراؤں اور عوام ہی کی طرح نقل مکانی کروں۔"

یکم جنوری ۱۹۷۹ روحانی ڈائجسٹ روحانی ڈائجسٹ کا دوسرا شمارہ آپ کی زیر سرپرستی شفا اس کے بعد آپ کا وصال ہو گیا اور یوں آپ کی حیات میں ڈائجسٹ دو مرتبہ چھپا۔

۲۷ جنوری ۱۹۷۹ روحانی ڈائجسٹ روحانی ڈائجسٹ کا تیسرا شمارہ پر تیار ہو چکا تھا کہ حضور قلندر باباولیاء کے وصال کی خبر آ گئی ڈائجسٹ وائی ہنگامی طور پر روک دی گئی اور یہ خبر اندرون ٹائٹل شائع ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۲۷ جنوری ۱۹۷۹ء اخبارات حضور قلندر باباولیاء کے وصال کی خبر روزنامہ جنگ روزنامہ جسارت اور روزنامہ ملت گجراتی نے نمایاں طور پر شائع کی۔

www.ksars.org

۲۷ جنوری ۱۹۷۹ء وصال رات ایک بج کر دس منٹ بروز ہفتہ آپ اپنے خالق حقیقی کے حضور حاضر ہوگئے، اس وقت ڈائجسٹ کا تیسرا شمارہ تیار ہوچکا تھا جسے ہنگامی حالت میں روک کر ٹائٹل پر آپ کے وصال کی خبر ان الفاظ میں شائع کی گئی:

آہ قلندر باباؒ اولیاءؒ!

واحسرتاہ کہ آج دنیا وجود سرمدی سے خالی ہوگئی جس کے بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے میں اپنے بندوں کو دوست رکھتا ہوں اور میں ان کے کان آنکھ اور زبان بن جاتا ہوں پھر وہ میرے ذریعے سنتے ہی میرے ذریعہ بولتے ہیں اور میرے ذریعہ چیزیں پکڑتے ہیں۔

۲۷ جنوری ۱۹۷۹ تجہیز و تکفین

تجہیز و تکفین **۲۷ جنوری ۱۹۷۹ بہ مطابق ۲۷ صفر ۱۳۹۹**

کفن	آب زم زم میں ڈوبا ہوا بڑی پھوپھو جنڈو صاحبہ
تولیا احرام	طاہر بھائی صاحب
سامان غسل	شمشاد احمد صاحب
غسل	بھائی علی اللہ
نماز جنازہ	بعد عصر مسجد مولوی خلیل الرحمٰن صاحب نے پڑھائی
قبر کی جگہ	حاتم جیون جی ARCHITECT نے محل وقوع کا انتخاب کیا
اندر کی اینٹیں	جمیل صاحب
سلیب	خواجہ شمس الدین عظیمی
سیمنٹ	علی اللہ صاحب
قبر کی لمبائی	سات فٹ اندر کی طرف 8 فٹ صندوق تعویذ
قبر کی چوڑائی	چار فٹ اندر سے
قبر میں اتارا	علی اللہ سراج اندر اتر شمشاد خارج قادری و قاری یوسف صاحب اوپر رہے
تلقین	سرہانے کی جانب خواجہ شمس الدین عظیمی
	پائے مبارک کی جانب مولوی خلیل اللہ صاحب
لحد مبارک	اس وقت مٹی جارہی تھی اس وقت مغرب کی اذان ہورہی تھی۔

www.ksars.org

آپ کو آپ کی وصیت کے مطابق عظیمیہ ٹرسٹ فاؤنڈیشن کے شمالی حصہ میں سپردِ خاک کیا گیا۔

وصال

۱۹۷۷ سے پیشتر حضور قلندر باباؒ اولیاءؒ نے آٹھ ماہ تک چوبیس گھنٹے میں صرف ایک پیالہ دودھ پر گزارا کیا، تین روز پہلے کھانا اور پینا بالکل چھوڑ دیا، ایک ہفتہ پہلے ہی اس بات کا اعلان فرمادیا کہ اب میں زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کا مہمان ہوں، جس روز انتقال ہوا اس روز اپنے داماد محمد جمیل صاحب سے فرمایا کہ آج تم کہیں نہ جانا میرا کچھ پتہ نہیں، وصال والی رات دس بجے، خانوادہ سلسلہ عظیمیہ حضرت خواجہ شمس الدین عظیم صاحب کو طلب کیا، عظیمی صاحب بیان کرتے ہیں، کہ حضور قلندر باباؒ اولیاءؒ وصال سے قبل مجھے مخاطب کرکے فرمایا تھا" **خواجہ صاحب! مشن کو پھیلانے والے لوگ دیوانے ہوتے ہیں"** پھر مجھ سے فرمایا آپ میری بات سمجھ گئے۔ میں نے عرض کیا" حضور میں آپ کی منشا اور آپ کی ہدایت کو سامنے رکھ کر سلسلے کی پیش رفت میں ان شاء اللہ دیوانہ وار کام کروں گا"، حضور خوش ہوئے اور میرے سر پر ہاتھ رکھا، پھر پیشانی پر انگلیوں کے پوروں سے دائرے بناتے رہے، اور پھونک مار کر فرمایا، "اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو"، **رات ایک بج کر دس منٹ پر آپ اپنے خالق حقیقی کے حضور مستقل حاضری میں چلے گئے۔**

حضرت عظیمی صاحب بیان کرتے ہیں کہ !

"آپ کی نماز جنازہ میں ہزاروں انسانوں کے علاوہ لاکھوں فرشتے بھی صف بستہ تھے۔ سید الانبیاء سرور کونین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، عاشق رسول حضرت اویس قرنی، سرتاج الاولیاء حضرت غوث اعظم اپنے معزز فرزند سعید کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ حد نظر تک اولیاء اللہ کی ارواح کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔"

۲۷ جنوری ۱۸۶۱ اور ۲۷ جنوری ۱۹۷۹

"سوانح حیات باباتاج الدین ناگ پوری" میں لکھا ہے کہ عام روایت کے مطابق حضور باباتاج الدین اولیاء سرکار کامٹی ناگپور میں ۵ رجب المرجب ۱۲۷۷ بمطابق ۲۷ جنوری ۱۸۶۱ کو پیر کے دن صبح فجر کے وقت پیدا ہوئے، حسین اتفاق یہ ہے کہ ۱۱۸ سال بعد ۱۹۷۹ کو اسی دن یعنی ۲۷ جنوری کو حضور قلندر بابا اولیاءؒ (نواسہ باباتاج الدین ناگ پوری) فجر سے چند گھنٹے قبل صبح ایک بج کر دس منٹ پر خالق حقیقی کے حضور مستقل حضوری میں چلے گئے۔ [78]

[78] بحوالہ: سوانح حیات باباتاج الدین ناگپوری، مرتبہ: سہیل عظیمی ص: ۲۰-۲۱

www.ksars.org

نام مبارک:

مکمل نام: حسن اخری محمد عظیم برخیاالمعروف حضور قلندر باباولیاءؒ

حسن اخری: اللہ تعالی کے مقرب بندوں کو جب حضور علیہ الصلاۃ والسلام روحانی طور پر تعلیمات دے کر فارغ کرتے ہیں تو ایک نام عطافرماتے ہیں اور بعد میں اسی نام سے یاد فرماتے ہیں۔حضور قلندر باباولیاء کو آپ صلی اللہ وسلم نے "حسن اخری "کالقب عطا فرمایا۔دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ان ہی الفاظ سے مخاطب خطاب کیے جاتے ہیں اس نام کی مناسبت قلندر باباولیاء کے ننہالی جدی ی نام "حسن مہدی "سے بھی ہے۔

سید: نجیب الطرفین سادات ہونے پر سید کہلائے جاتے ہیں۔

محمد عظیم پیدائش پر والدین یہ نام رکھا

برخیا شعر و سخن کے شوق سے وابستہ کی خاطر "برخیا"کا تخلص اختیار کیا۔

قلندر باباولیاء ملائکہ ارض و سماوی اور حاملان عرش میں اسی نام سے جانے جاتے ہیں اور بعداز وصال یہی نام آپ کے چاہنے والوں کی زبان پر ہے۔

بھیا: ڈان کے دفتر میں سب آپ کو بھی بھیا کہتے تھے۔

بھائی صاحب آپ کے چھوٹے بھائی آپ کواس نام سے پکارتے تھے اس لیے دیگر افراد نے بھی آپ کو اسی نام سے پکار ناشروع کر دیااور آپ بھائی صاحب کے نام سے بھی جانے گئے۔

حضور بھائی صاحب: بھائی صاحب کے ساتھ حضور کا اضافہ ڈاکٹر عبدالقادر نے کیا جو کہ سلسلہ کے صاحب اختیار بزرگ ہیں۔

اگرچہ آپ بھائی صاحب نہیں کہلوائے جاتے لیکن حضور کا یہ اضافہ آج تک برقرار ہے۔

اماں: حکیم وقار یوسف عظیمی اوران کے بھائی بہن بھائی وغیرہ بچپن میں اسی نام سے پکارتے تھے۔

باباصاحب ڈاکٹر عبدالقادر خود آپ کو مخاطب کرتے وقت باواصاحب کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔

www.ksars.org

اولاد:

صلبی محمد آفتاب احمد مرحوم محترم شمشاد احمد محترم رؤوف احمد،

محترمہ سلیمہ خاتون، محترمہ تسلیمہ خاتون،

روحانی: نوعِ انسانی نوعِ جنات و دیگر انواعِ عالم

روحانی ورثہ تصنیفات:

- **رباعیات قلندر بابا اولیاءؒ:** علم و عرفان کا سمندر

امورہائے تصوف اور نظام کائنات کے متعلق شاعری کی تصنیف آپ کے وصال کے بعد شائع ہوئی۔

- **لوح و قلم:** اسرار و رموز کا خزانہ

لوحِ محفوظ اور کائنات سے متعلقہ قوانین پر مشتمل یہ جامع تصنیف آپ کے وصال کے بعد شائع ہوئی۔

- **تذکرہ تاج الدین بابا:** ماورائی علوم کا بحرِ بے کراں

کشف و کرامات اور ماورائی علوم کی توجیہات پر یہ تصنیف آپ کی حیات میں ہی شائع ہوئی

- **قدرت کی اسپیس:** کائناتی فارمولوں کا ریکارڈ

آپ کی حیات میں پہلی بار گجراتی زبان میں شائع ہوئی بعد میں خالد نیاز نے اس کا اردو ترجمہ کیا، یہ دوبارہ آپ کے وصال کے بعد جنوری ۱۹۹۲ء میں اردو زبان میں شائع ہوئی، اس کی آمدنی مزار کے لیے وقف ہے۔

حلیہ مبارک:

آپ کا قد بہت مناسب، چہرہ پر وقار، چوڑا ماتھا، ابھرے ہوئے ابرو، سر کے بال بہت مناسب داڑھی گھنی اور چھوٹی، جبکہ سر اور داڑھی کے بال دس پندرہ روز میں روز ترشواتے۔ سر کے بال کبھی ایک انچ سے اور داڑھی کے بال صرف نصف انچ سے نہ بڑھائے تھے۔، سر پر نہ کبھی استرا پھروایا، نہ کبھی زلفیں رکھیں۔ آنکھیں نہ بہت چھوٹی، نا بہت بڑی، گال گوشت سے بھرے ہوئے اور چوڑی ناک، مضبوط کندھے اور بازو و ہاتھ اور انگلیوں پر بہت ہی مناسبت سے گوشت کا ابھار۔ آپ اکثر اوقات قمیص اتار کر رکھتے تھے، جس سے اوپری جسم عیاں ہوتا تھا۔ چہرہ، گردن، کندھے، سینہ، کمر، غرض کسی بھی حصہ میں کوئی ہڈی نمایاں نہ ہوتی، تمام جسم پر گوشت بہت مناسب تھا جس سے آپ کی جسمانی وضع بہت ہی مناسب اور خوبصورت تھی۔ چہرہ دیکھنے سے ایک بہت ہی باوقار اور سلجھے ہوئے اور صاحب علم ہونے کا عکس دیتا تھا۔ طبیعت میں متانت اور سنجیدگی ایک خاص وقار سے نمایاں تھی، دانت بہت ہی چمکدار تھے، جیسے موتی۔

قادر العظیمی بتاتے ہیں، کہ ایک روز میں داڑھی کے متعلق دریافت کیا کہ از روئے قرآن و حدیث اس کی حد کتنی ہے، اور سیدنا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ریش مبارک کیسی تھی، اور صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین جن سے بڑھ کر روئی منبع شریعت نہیں ہو سکتا ان کی داڑھیاں کتنی لمبی تھیں؟ ارشاد فرمایا

www.ksars.org

"قرآن میں داڑھی کی لمبائی چوڑائی کی کوئی حد مقرر نہیں کی گئی ہے۔ داڑھی سے متعلق حدیث صرف ایک ہے باقی سب موضوع ہیں اس کے بعد فرمایا" **ہماری دربار رسالت میں ہفتہ میں دو بار تو ضرور حاضری ہوتی ہے وہاں خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی موجود ہوتے ہیں۔** ہم جو وہاں دیکھتے ہیں تو وہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ریش انور کے موئے مبارک گھونگھر والے پیچیدہ، لچھے دار اور جسم اطہر پر ایک انگل کے قریب لمبے نظر آتے ہیں اور بڑے خوبصورت لگتے ہیں۔ حضرت ابو بکر کی داڑھی خشخشی ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان کی داڑھیاں اس سے بڑی ہیں اور حضرت علی کی داڑھی چڑھی ہوئی ہوئی نظر آتی ہے۔"

خاندانی پس منظر:

آپ نجیب الطرفین سید ہیں آپ کا خاندانی سلسلہ گیارہویں امام حضرت حسن عسکری سے جاملتا ہے۔ دادھیال اور ننھیال دونوں جانب سے آپ کے جد امجد حضرت فیصل مہدی عبداللہ عرب حضرت امام حسن عسکری کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت فیصل مہدی مدینہ منورہ سے ہندوستان تشریف لے آئے تھے اور یہاں آکر مدراس میں مقیم ہو گئے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت حسین مہدی رکن الدین مدراس سے کشمیر آگئے اور پھر یہاں سے ہری پور ہزارہ میں سکونت اختیار کرلی۔ آپ نے 149 سال اور آٹھ ماہ کی طویل عمر پائی جب کی آپ کے دوسرے صاحبزادے حضرت حسن مہدی جلال الدین مدراس میں ہی قیام پذیر رہے۔

حضور قلندر باباؒاولیاء کی دادھیال حضرت حسن مہدی رکن الدین کی اولاد میں، اور ننھیال حضرت حسن مہدی جلال الدین کی اولاد میں سے ہے۔ حضرت حسن مہدی رکن الدین کی اولاد میں سے دو نام بہت قابل تذکرہ ملتے ہیں۔ ان میں سے ایک مخدوم حسین مہدی جمال الدین ہیں جو کی اللہ دین کی عرفیت سے جانے جاتے ہیں جبکہ دوسرے حسین مہدی بدیع الدین شیر دل ہیں جن کی اولاد میں سے حضور قلندر باباؒاولیاء کے والد محترم تھے۔ جبکہ آپ کی ننھیال حضرت حسن مہدی جلال الدین کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کے ننھیال کے خاندان میں کئی صاحب ولایت بزرگ گزرے ہیں۔ مغل شہنشاہوں نے انہیں بہت سی جاگیریں نذر کی ہوئی تھیں۔ انہیں میں سے ایک سعد الدین مہدی تھے جو مغلیہ دور میں فوجی افسر ہو کر دہلی آئے۔ بادشاہ دہلی کی طرف سے انہیں "ابار" نام کا ایک موضع بطور جاگیر دیا گیا۔ مغل شہنشاہ فرخ سیر کے زمانے میں صوبے کے گورنر نواب مالا گرڑھ نے حقوق جاگیر داری ضبط کر لیے اور صرف کاشتکاری کی حیثیت باقی رہ گئی۔

چوں کہ آپ کے ننھیال کا وطن کولار (مدراس) ہے۔ اس لئے آپ کے خاندانی بزرگوں کی رہائش کی نسبت سے یہ شہر "کولار شریف" کہلاتا ہے اور آپ کے ننھیال کے بزرگ **"پیرزادہ کولار شریف"** کے نام سے مشہور ہیں۔ حضرت سید قادر صاحب بھی انہی میں سے ایک ہیں۔ بعض وجوہات کی بنا پر سید قادر صاحب اپنی آبائی جاگیر وغیرہ میں سے دستبردار ہو کر فوج میں ملازم ہوگئے اور ترقی کرتے کرتے صوبیدار میجر کے عہدے تک پہنچ گئے تھے۔ آپ کے ایک ہی صاحبزادے تھے جن کا نام حضرت سید علی صاحب تھا اور ایک ہی صاحبزادی حضرت سیدانی بی اماں تھیں، جو کہ اپنے وقت کی صاحب ولایت خاتون تھیں۔ ان کا مزار آج بھی مرجع خلائق خاص وعام ہے۔

حضرت سید علی صاحب کے صاحبزادے حضرت سید حیدر صاحب فوج میں نائک تھے، آپ کا تبادلہ کامٹی ناگپور میں ہو گیا جہاں آپ نے مستقل سکونت اختیار کرلی تھی۔ ان کی اولاد میں سے بابا تاج الدین کے دادا جمال الدین تھے آپ کے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں جن میں سب سے بڑے صاحبزادے حضرت سید حسن مہدی بدر الدین صاحب تھے۔ بدر الدین مہری ساگر ڈپو میں صوبہ دار تھے۔ ساگر ہندوستان کے صوبے یوپی میں واقع ہے۔

www.ksars.org

حضرت سید بدر الدین کی شادی حضرت میراں شاہ کی صاحبزادی حضرت مریم بی بی صاحبہ سے ہوئی جن میں سے آپ کے اکلوتے صاحبزادے حضرت سید محمد تاج الدین ہیں، جنہیں دنیا **شہنشاہ ہفت اقلیم، تاج الاولیاء باباتاج الدین ناگپوری سرکار** کے نام سے جانتی ہے۔ جب کی حضرت سید حیدر صاحب کے دوسرے صاحبزادے حضرت سید حسن مہدی صدرالدین تھے۔ حضرت صدرالدین کے دو صاحبزادے تھے جن میں حضرت حسن مہدی ظہور دین تولاولد رہے جبکہ حضرت حسن مہدی سراج الدین کی اولاد میں سے محترمہ سعیدہ تھیں جو کہ حضور قلندر باباؒاولیاء کی والدہ گرامی قدر ہیں۔ حضرت باباتاج الدین ناگپوری سرکار اگرچہ غیر شادی شدہ تھے لیکن رشتہ میں وہ حضور قلندر باباؒاولیاء کے نانا لگتے تھے۔ حضور قلندر باباؒاولیاء کے والد محترم حکومت برطانیہ کے تحت دہلی ٹول ٹیکس میں محرر تھے انہوں نے بعد میں تحصیل میں بھی ملازمت کی۔

www.ksars.org

آپ کا خاندانی سلسلہ

اس طرح سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

امام حسن عسکری (گیارہویں امام)

فیصل مہدی عبداللہ عرب

دادھیال اور نانھیال دونوں جانب سے حضور قلندر بابااولیاء کے جدامجد

حضرت حسین مہدی رکن الدین
حضور قلندر باباکے دادھیال

حضرت حسن مہدی جلال الدین
قلندر باباکے نھنیال

حسین مہدی جمال الدین

سعدالدین مہدی

سید قادر صاحب

سید علی

سیدانی بی اماں

سید حیدر صاحب

جمال الدین

سید حسن مہدی صدرالدین

سید مہدی بدرالدین

حسین مہدی بدرالدین شیر دل

بابا تاج الدین ناگپوری

حسن مہدی ظہورالدین

حسن مہدی سراج الدین

والد گرامی حضور قلندر بابا

محترمہ سعیدہ والدہ، حضور قلندر بابااولیاءؒ

امام سلسلہ عالیہ عظیمیہ حسن اخری محمد عظیم برخیاالمعروف حضور قلندر بابااولیاءؒ

www.ksars.org

آپ کا تکوینی عہدہ اور مقام

حسن اخری سید محمد عظیم برخیاالمعروف حضور قلندر بابااولیاء علمی وروحانی دنیامیں کس مقام پر فائز ہیں وہاں تک ہماری رسائی نہیں شاید آئندہ نسلیں جب ان کا شعور ترقی کر جائے تو قلندر بابا کے مقام و مرتبے سے آشنا ہو جائیں۔تاہم حضور قلندر بابااولیاء کے مقام اور مرتبے کو جاننے کے لیے نظام تکوین کو سمجھنے کی کوشش ضرور کی جاسکتی ہے۔

جس طرح دنیا میں کسی حکومتی نظام کو چلانے کے لیے مختلف شعبے اور MINISTRIES قائم کی جاتی ہیں،اسی طرح اللہ تعالی نے بھی اپنا انتظام چلانے کے لیے باقاعدہ ایک سیکریٹریٹ ٹائم کیا ہوا ہے اسے نظام تکوین کہتے ہیں۔اس نظام میں مختلف عہدے ہوتے ہیں جیسے جیسے ن جباء، نقباء، ابرار، اخیار، اوتاد، مخدوم، شاہ ولایت، صاحب خدمت، اہل نظامت، اہل تفصیل، غوث، مدار تفہیم، قطب، قطب عالم، قطب تفہیم، قطب تعلیم، قطب مدار، قطب الاقطاب، قطب کوچک ابدال، ابدال حق، ممثلین، صدور الصدور وغیرہ۔۔۔

اولیاءاللہ کا نہایت برگزیدہ گروہ "اقطاب" کہلاتا ہے۔ یہ گروہ تکوین عالم کی ذمہ داریوں کو سرانجام دیتا ہے قطب عالم ایک ہوتا ہے، عالم غیب میں اس کا نام عبداللہ ہوتا ہے۔ ہر بستی اور ہر شہر میں ایک قطب ہوتا ہے۔ قطب کے معاون اولیاءاللہ کا گرور "ابرار" کہلاتا ہے۔ تکوین عالم کے کاموں میں مصروف اولیاء اللہ کی تعداد 7 بتائی جاتی ہے۔ نظام تکوین میں جو حضرات اللہ تعالی کی طرف سے ملنے والے حکم ااور پالیسیوں کو عملی جامہ پہنانے والے لوگ "اہل نظام" کہلاتے ہیں۔اہل نظامت کی مرتب کردہ پالیسیوں کو عملی جامہ پہنانے والے لوگ ہیں "اہل تفصیل" کہلاتے ہیں نظام تکوین میں یہ حضرات اہم کردار ادا کرتے ہی۔

اسی طرح نظام عالم پر مقرر اولیاءاللہ کا طبقہ "ابدال" کہلاتا ہے۔ان کی تعداد ۷۰ ہوتی ہے۔ان کا کام نظام عالم کی نگرانی ہے۔ان کی تقسیم کچھ اس کس طرح ہوتی ہے۔ بیس کوچک ابدال ہوتے ہیں، جن میں چھے حضرت خضر اور ۱۴ حضرت الیاس کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ چار بڑے ابدال جنھیں ممثلین کلیات یا صدر کہا جاتا ہے۔انھیں میں سے ایک صدر الصدور کے عہدۂ جلیلہ پر فائز ہوتا ہے۔ باقی تین صدر ابدال بھی اس کی زیر نگرانی میں ہوتے ہیں۔ **صدر الصدور تکوینی نظام کا کنڑولر ہوتا ہے اس وقت ابدال حق حضور قلندر بابااولیاء صدالصدور کے مقام پر فائز ہیں۔** قلندر بابااولیاءاللہ تعالی کے نظام تکوین کے تحت کائنات کے ایک حضیرے کے نگراں ہیں جس میں 12 کھرب آباد وغیرہ آباد نظام قائم ہیں، جب کہ ہر نظام میں ایک سورج کم از کم آٹھ نو یا دس سیارے ہوتے ہیں۔ان نظاموں میں ایک ہمارا نظام شمسی ہے۔ حضور قلندر بابااولیاء ہر سال پندرہ شعبان کو اپنے حضیرے کا بجٹ بنا کر اللہ تعالی کو پیش کرتے اور آئندہ سال کے لیے ہدایات لیتے ہیں۔ تکوین کا کام کرتے وقت چالیس سوالوں کو سننا، سمجھنا اور فوراً جواب دینا ۲۵ سے ۳۵ فرشتوں کی بیک وقت آواز سننا اور آرڈر دینا جب کہ کائنات کا فائل ورک کرتے وقت ایک گھنٹے میں ایک کروڑ فائل کو دیکھنا اور پڑھ کر دستخط کرنا آپ کا معمول تھا۔

مقام ولایت

حضور قلندر بابااولیاء تمام اولیاء کی تاریخ میں واحد بزرگ جو ۲۱ روحانی سلاسل کے مربی و مشفی ہیں اور گیارہ روحانی سلاسل کے خانوادہ ہیں، اسی طرح تمام اولیاء میں حضور قلندر بابااولیاء کو یہ انفرادیت حاصل ہے کہ انہوں نے روحانی اور آسمانی علوم کو محفوظ کرنے کے لئے باقاعدہ دستاویز (کتاب لوح و قلم نقشہ جات) کی صورت میں نوع انسانی کے لیے مرتب کیا۔

www.ksars.org

آپ درج ذیل روحانی سلاسل کے خانوادہ ہیں۔

سلسلہ نوریہ	سلسلہ قلندریہ	سلسلہ فردوسیہ	سلسلہ چشتیہ
سلسلہ قادریہ	سلسلہ نقشبندیہ	سلسلہ سہروردیہ	سلسلہ ملامتیہ
سلسلہ تاجیہ	سلسلہ جنیدیہ	سلسلہ سیفوریہ	

آپ کی باقاعدہ روحانی تعلیم وتربیت باباتاج الدین نے کی۔اور پھر بیعت کے بعد حضرت ابوالفیض قلندر سہروردی نے قطب ارشاد کی تعلیمات تین ہفتوں میں پوری کر کے خلافت عطا کی۔اس کے علاوہ آپ کو ان اصحاب سے نسبت فیضان حاصل ہے:

مولانا کابلی		براہ راست تعلیم دی
تاج الاولیاء باباتاج الدین ناگپوری سرکار	خانوادہ	براہ راست تعلیم دی
حضرت ابوالفضل قلندر علی سہروردی	خانوادہ	براہ راست تعلیم دی
حضرت حسن عظمی سراج الدین بندگی شاہ	خانوادہ	براہ راست تعلیم دی
حضرت حسن کبری مہدی ظہور الدین عبدالمقتدر	خانوادہ	براہ راست تعلیم دی
حضرت محمد صغری تاج الدین (چراغ الدین)	خانوادہ	براہ راست تعلیم دی
حضرت شیخ بہاء الحق الدین زکریا ملتانی	خانوادہ	بطریق اویسیہ تعلیم دی
شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی	خانوادہ	بطریق اویسیہ تعلیم دی
حضرت شرف الدین بوعلی شاہ قلندر	خانوادہ	بطریق اویسیہ تعلیم دی
حضرت نجم الدین کبری شیخ کبیر	امام سلسلہ	بطریق اویسیہ تعلیم دی
حضرت ممشاد دینوری	امام سلسلہ	بطریق اویسیہ تعلیم دی
حضرت ذوالنون مصری	امام سلسلہ	بطریق اویسیہ تعلیم دی
حضرت شیخ غوث اعظم عبدالقادر جیلانی	امام سلسلہ	بطریق اویسیہ تعلیم دی
حضرت شیخ بہاء الحق نقشبندی خواجہ باللہ	امام سلسلہ	بطریق اویسیہ تعلیم دی
حضرت ابوالقاہر	امام سلسلہ	بطریق اویسیہ تعلیم دی
حضرت بایزید بسطامی	امام سلسلہ	بطریق اویسیہ تعلیم دی
حضرت امام موسیٰ کاظم رضا	امام سلسلہ	بطریق اویسیہ تعلیم دی
حضرت عبدالقاسم جنید بغدادی	امام سلسلہ	بطریق اویسیہ تعلیم دی
باب علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ		بطریق اویسیہ تعلیم دی
سیدلانبیاء سرور کونین حضرت محمد ﷺ		براہ راست تعلیم دی

www.ksars.org

جب تعلیم کا یہ سلسلہ حضور بنی کریم ﷺ تک پہنچا تو آپ نے براہ راست علم لدنی عطا فرمایا، اور سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہمت و نسبت کے ساتھ بارگاہ رب العزت میں پیشی ہوئی اور خالق کائنات سے اسرار رموز کا علم ہوا۔

اوصاف حمیدہ

لباس عمدہ مگر سادہ استعمال کرتے تھے، قمیض کا کالر نہیں ہوتا تھا، پاجامہ چوڑے پائنچے کا، موری تقریبا ۱۶ انگل لوٹی ہوئی، گرمیوں میں صرف قمیض پاجامہ زیب تن کرتے۔ لیکن سردیوں میں کہیں جب باہر تشریف لے جاتے تو شیروانی اور ٹوپی ضرور پہنتے۔ جناح کیپ استعمال کرتے تھے۔ لباس عموماً سفید رنگ کا زیب تن کرتے تھے۔ جوتے ہمیشہ براؤن پہنتے، سیاہ رنگ جوتے استعمال نہیں کرتے تھے۔ فرماتے تھے جو آفاقی شعاعیں Cosmic Rays دماغ پر وارد ہوتی ہیں، جسم میں دور کرتے ہوئے پیروں کے راستے میں جذب ہو جاتی ہیں۔ لیکن اگر سیاہ رنگ کے جوتے پہنے جائیں تو سیاہ رنگ ان کو جذب کر کے زمین تک نہیں جانے دیتا ہے جس سے جسم اور ذہن کو نقصان ہوتا ہے۔ آپ بہت ہی مہمان نواز طبیعت کے مالک تھے۔ کوئی خاص کھانا پسند نہ تھا نہ ہی کوئی تکلف کرتے تھے۔ جو سامنے آیا وہی کھا لیتے البتہ اچھے کھانے کا شوق بھی فرماتے تھے۔ لیکن عموماً خوراک سادہ ہی ہوتی۔

باباصاحب نے استعمال کی ہر چیز کی ایک جگہ مقرر کر رکھی تھی۔ شیروانی، دھل کر آئے ہوئے کپڑے بستر پر تکیہ پائینتی پر چادر، تکیے کے بائیں جانب ٹوپی غرض ہر چیز اپنی جگہ پر موجود ہوتی تھی۔ کوئی نا کوئی کتاب آپ کے مطالعے میں ضرور رہتی جو عموماً تکیے کے نیچے بائیں جانب موجود رہتی اور ساتھ میں قلم بھی ہوتا۔ کتابوں کی الماری میں کتابیں ایسی ترتیب سے ہوتیں کہ کہتے فلاں خانے میں دائیں طرف تیسری کتاب یا بائیں جانب پانچویں کتاب فلاں مضمون پر ہے نکالو۔ حتیٰ کہ جوتے اتارتے وقت اس التزام سے رکھتے کہ جوتے ایک سوت آگے پیچھے نہ ہوتے۔ مزاح بھی فرماتے اور دوسروں کی شگفتہ باتوں کو بھی پسند فرماتے ۔ تبسم فرماتے، یا ہنستے، لیکن کبھی قہقہ نہیں لگاتے۔ مزاح ہمیشہ ایسا فرماتے جس سے محفل میں تہذیب و اخلاق بھی رہے اور شگفتگی بھی ہو جائے۔

بچوں سے خاص الخاص شفقت فرماتے، ان کی ہر بات سنتے تمام عمر کسی بھی بچے سے سختی نہ کی، دوسروں کو بھی شفقت کی تلقین کرتے۔ بچوں کی دل آزاری سے گریز فرماتے اور بچوں کی خوشی کو ہمیشہ مقدم رکھتے۔ دوسروں سے اچھے برتاؤ اور حسن سلوک پر خاص زور دیتے، اور خود تو خاص الخاص اس پر عمل پیرا رہتے۔ آپ کی تمام باتوں میں محبت کا پہلو نمایاں رہتا تھا۔ قلندر بابا نے کبھی زندگی میں صابن سے ہاتھ نہ دھوئے، گرم پانی سے ہاتھ دھو کر تولیے سے صاف کر لیا کرتے تھے۔ ہاتھ دھونے میں کافی وقت صرف ہو جاتا تھا۔ جب تک ہاتھ میں لگی ہوئی چکنائی دور نہیں ہو جاتی تھی ہاتھ دھوتے رہتے تھے۔ جھوٹ سے سخت نفرت کرتے سب کو نصیحت کرتے کہ نہ بڑے جھوٹ بولیں اور نہ بچہ جھوٹ بولے۔ نہ تو فضول خرچ تھے اور نہ ہی نمود و نمائش کے قائل۔ ہمیشہ سادگی پسند کرتے تھے۔ اپنے تمام فرائض کی ادائیگی میں بہت پابند تھے۔ اور دوسروں کو بھی اس کی تاکید کرتے۔ چیخ کر بلانے کو سخت ناپسند کرتے۔ جو ذرا اونچی آواز میں بولتا اسے تاکید فرماتے کہ "ارے بھائی آہستہ بولو، بلاوجہ کیا بلڈ پریشر ہائی کرنا" اگر جواب میں کہا جاتا ہے، "بھائی صاحب عادت بن گئی ہے" تو آپ فرماتے "کیا عادت بن گئی ہے۔۔۔ بنالی ہے! صحیح کر لو کیا فائدہ اتنی زور سے کیوں بولتے ہو۔"

اس سلسلے میں ہمیشہ نصیحت کرتے "آواز کمرے سے باہر نہیں جانی چاہیے اور نہ دوسرے کمرے میں آواز سے کوئی پریشانی ہو۔

وقت کی بہت زیادہ پابندی کرتے کہیں جانا ہوتا تو مخصوص وقت پر تیار ہوتے، اور پورے وقت پر پہنچ جاتے۔ پورے وقت پر تمام کام کرتے۔ بہت مہمان نواز تھے۔ ہر آنے والے کچھ نہ کچھ پیش کرتے۔ تمام زندگی کبھی کوئی مہمان خالی واپس نہ گیا۔

www.ksars.org

بہت کم گو تھے۔ فضول گفتگو سے پرہیز کرتے۔ مقابل کے ذہنی سطح پر اس کی ضرورت اور سمجھ بوجھ کے مطابق گفتگو فرماتے۔ کوئی بات بتاتے وقت اکثر و بیشتر عمومی افہام و تفہیم کے لئے اپنے ساتھ یا اپنے سامنے ہونے والے واقعات کو بنیاد بنا کر کسی خیال یا نقطہ کو پیش کیا کرتے تھے۔ اس سے حقیقت بیانی اور صداقت نظریہ اور خیال کے متعلق کوئی ابہام یا عدم صداقت کا شائبہ نہیں ہوتا تھا۔ آپ کے دوست سید نثار علی بخاری بتاتے ہیں کہ آپ اپنے والد صاحب کا بے حد احترام کرتے۔ ان کے سامنے ہمیشہ نیچی آواز میں بولتے اور نظریں نیچی رکھتے۔

ارشادات عالیہ

یوں تو آپ کے ارشادات مبارک اتنے ہیں کہ ان پر کئی جامع کتابیں بھی تحریر کی جائیں تو بھی ان میں کمی واقع نہ ہو یہاں پر چند ارشادات مبارکہ پیش خدمت ہیں جو نوع انسانی کے لیے ایک پیغام ہیں،

- اصل رشتہ روحانی رشتہ ہے۔
- سکون ایک کیفیت کا نام ہے جو یقینی ہے اور جس کے اوپر کبھی موت وارد نہیں ہوتی۔
- آدمی آدمی کی دوا ہے۔
- استغناء بغیر یقین کے پیدا نہیں ہو سکتا اور یقین کی تکمیل بغیر مشاہدے کے نہیں ہوتی۔
- کسی کو اپنا بنانے کے لیے اپنا بہت کچھ کھونا پڑتا ہے۔
- قرآنی پروگرام کے دونوں اجزاء نماز اور زکوۃ روح اور جسم کا وظیفہ ہیں۔ وظیفے سے مراد حرکت ہے جو زندگی کو قائم رکھنے کے لیے انسان پر لازم ہے۔
- آیات الہی سے مراد ایسی نشانیاں ہیں جن کی طرف اللہ تعالی نے بار بار قرآن میں توجہ دلائی ہے۔
- اپنے نفس کا عرفان انسان پر معرفت الہیہ کا دروازہ کھول دیتا ہے۔
- ایمان سے مراد ذوق ہے، ذوق وعادت ہے جو تلاش میں سرگرداں رہتی ہے۔
- ایک مرتبہ مرید اور مرشد کے آپس کے تعلق کے حوالے سے بتایا کہ :

"مرید اور مرشد کا رشتہ استاد شاگرد، اولاد اور باپ کا ہے۔ مرید مرشد کا محبوب ہوتا ہے۔ مرشد مرید کی افتاد طبع کے مطابق تربیت دیتا ہے۔ اس کی چھوٹی بڑی غلطیوں پر پردہ ڈالتا ہے۔ نشیب و فراز اور سفر کی صعوبتوں سے گزر کر اس مقام پر پہنچا دیتا ہے۔ جہاں پر سکون زندگی اس کا اس کا احاطہ کر لیتی ہے۔"

آپ کا یہ ارشاد مبارک ہم سب کے لئے مشعل راہ ہے: "میری روحانی اولاد مجھے خوش دیکھنا چاہتی ہے تو اس کے اوپر فرض ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو اللہ کی مخلوق کی خدمت کرے۔ تصور شیخ اور مراقبہ کے ذریعے اپنی روح کا عرفان حاصل کیا جائے۔ دنیاوی معاملات میں پوری کوشش کی جائے لیکن نتیجہ اللہ کے اوپر چھوڑ دیا جائے۔ کوشش کی جائے کہ کسی کی حق تلفی نہ ہو، نہ اپنی نہ دوسروں کی۔ بڑوں کا احترام اور بچوں پر شفقت سلسلہ عظیمیہ کے افراد پر

www.ksars.org

لازم ہے۔اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ کسی کو برا نہ کہو۔اس لیے کہ آدمی خوس سب سے برا ہے۔ مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ دل میں ایمان داخل ہو۔"

شاعری

حضور قلندر باباؒاولیاءاس مادی دور کی تاریکیوں میں روشنی کا مینار اور مضطرب اور پریشان دلوں کے لئے سرچشمۂ سکون و قرار تھے۔ وہ وقت بہت زیادہ دور نہیں جب آپ کی تعلیمات اور ہدایات کا ایک بیش بہا خزانہ منظر عام پر آجائے گا۔ اور دنیا کے بڑے بڑے دانشور اور حکمت و فلسفہ کے حاملین یہ دیکھ کر انگشت بدنداں رہ جائیں گے کہ انہوں نے چاند ستاروں پر کمند ڈالنے کی سعی ناتمام میں وقت اور دولت کا بے دریغ ضیاع کیا، مگر فطرت کے رازہائے سربستہ کے ایسے مایہ افتخار کے فیض سے محروم رہے۔ جو ابھی کچھ عرصہ پہلے تک انہیں کے درمیان جسد خاکی کے روپ میں جلوہ فگن تھا اور جس کے در حکمت و ہدایت سے متلاشیان حق کو وہ سب کچھ مل سکتا تھا جس کی انہیں تلاش تھی۔ **آپ کی تعلیمات کا بڑا حصہ آپ کی شاعری "رباعیات" ہیں، قلندر باباؒاولیاءاردو شاعری کی تاریخ میں اہم ترین اور واحد شخصیت ہیں جنہوں نے تصوف کو بیان کرنے کے لئے اردو کی مشکل ترین صنف رباعی کا استعمال کیا اور یہ کام اس خوبی سے کیا کہ وہ اردو شاعری کا شاہکار بن گیا۔**

فنی محاسن کے اعتبار سے رباعیات قلندر باباؒاولیاء ہر اس معیار پر پوری اترتی ہے جو کہ اردو شاعری کو امتیاز بخشتا ہے۔ رباعیات کے موضوعات اس کی زبان، مصرعوں کی ترتیب، اس کی بحر، الغرض ہر معیار پر یہ رباعیات منفرد اور معیاری ہیں، اور بلا شبہ اپنے فنی محاسن کے سبب اردو ادب میں نمایاں مقام حاصل کرنے کے قابل ہیں، اس طرز کی صوفیانہ شاعری میں یہ خوبی حضور قلندر باباؒاولیاء کو ایک منفرد مقام عطا کر دی ہے، حرف آخر کے طور پر یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حضور قلندر باباؒاولیاء کی ذات گرامی سے رباعیات اور شعر و شاعری کی صورت میں شراب عرفانی کا ایک ایسا چشمہ پھوٹ نکلا جس سے رہروان سلوک نشہ توحیدی میں مست و بے خود ہونے کے لیے ہمیشہ سرشار ہوتے رہیں گے۔ اور سخن کو سمجھنے والے اپنی علمی و ادبی تشنگی دور کرتے رہیں گے۔ آنے والا وقت یقیناً اثبات شاہد ہوگا کہ یہ رباعیات جہاں اپنی اور معنوی اعتبار سے کلاسک کا درجہ رکھتی ہیں وہاں یہ سرچشمہ ہدایت اور کائنات کے رازوں کی امین بھی ہیں۔

حضور قلندر باباؒاولیاء کی خواہش تھی کی کتاب باتصویر چھپے، آپ نے اس کے لیے ملک کے نامور آذر روبی سے تمام رباعیات کی تصاویر تیار کروائیں جو کہ محسن صاحب سے گم ہوگئیں۔ بعد میں آپ نے اس سلسلہ میں دلچسپی ہی نہ لی، اس طرح آپ کی حیات مبارکہ میں یہ کام پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا اور آپ کی شاعری کی کتاب رباعیات آپ کے وصال کے بعد چھپی۔ میں نے سلسلہ عالیہ عظیمیہ کے ایک ادنیٰ کارکن کی حیثیت سے ان رباعیات پر کام کا آغاز کیا تو میں نے یہ جانا کہ حضور قلندر باباؒاولیاء نے رباعیات کہہ قرآن کو شعری صورت میں بیان کر دیا اور یہ اور یہ رباعیات سوائے اللہ کی آواز کے کچھ بھی نہیں۔

حضور قلندر باباؒاولیاء رباعیات کو باتصویر پیش کرنا چاہتے تھے تاکہ قاری اس کے حقیقی مفہوم سے آشنا ہو سکے۔ رباعیات کا یہ نیا زاویہ شاید اس سلسلے کی ایک کڑی ہے کہ ہم رباعیات میں پوشیدہ اللہ کے پیغام کو کو الہامی کتاب قرآن مجید کی روسے سمجھ سکیں۔ میرے لیے یہ امر افتخار حیات ہے، کہ زیر نظر کاوش کو آپ تک پہنچانے کی سعادت مجھے حاصل ہوئی ہے۔

www.ksars.org